

مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۲۸

محبوبانِ خدا سے استعانت، استمداد  
و توسل کے مسئلہ پر ایک نفیس سالا

مع

# النوار الانتباہ

فی حل ندائے یارسُوالِ اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم

مجددِ برحق  
امام احمد رضا خان

رحمۃ اللہ علیہ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان



محبوبانِ خدا سے استعانت، استمداد و توسل کے مسئلے پر ایک تفسیرِ کمالہ

مفت سلسلہ  
اشاعت نمبر ۲۸

مع

النوار الالہیہ

فِي حَلِّ نِدَاءِ يَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُجَدِّدِ بَرَقِ إِمَامِ أَحْمَدِ ضَاخَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ

ناشر:

مَجْمَعِيَّتُ اشَاعَتِ اِهْلِ سُنَّتِ پَاكِسْتَان

نور مسجد کاغذی بازار  
ہیٹھادر کراچی

## پیش لفظ

علم غیب بنی و حاضر ناظر کے ساتھ ساتھ توسل، استمداد اور محبوبان خدا سے استعانت جیسے عقائد بریلوی اور دیوبندی اختلافات میں سے چند ہیں۔ ان میں توسل و استعانت ایسے عقائد ہیں کہ مسلمان ہمیشہ سے ہی ان کے فائل رہے ہیں، آقائے نامدار مدنی تاجد جناب احمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی پیدائش سے قبل، آپ کی حیات ظاہری میں اور آپ کے بظاہر اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی توسل کیا جاتا رہا ہے۔

محبوبان خدا سے استعانت بے شمار آیات مقدسہ، تعداد احادیث کریمہ اور انگنت اقوال و افعال صحابہ کرام و ائمہ اور بزرگان دین سے ثابت ہے۔ نیز الحمد للہ ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ نہ صرف بزرگان دین ہمارے لئے اللہ کی عطا سے مددگار و کارساز اور بارگاہ الہی کی طرف دلیل ہیں بلکہ ان ذوات قدسہ سے منسوب ہر شے ہمارے لئے بارگاہ الہی میں وسیلے کا درجہ رکھتی ہے اور یہ بات دلائل قاطعہ سے اظہر من الشمس ہے۔

جب سے دیوبندی فرقہ معرض وجود میں آیا ہے اس نے مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال دولت کو ختم کرنے کیلئے مسلمانوں کے بنیادی عقائد ہی کو کفر و شرک سے تعبیر کرنا شروع کر دیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، اس کے برعکس بعض علماء بدیعین علماء دیوبند بھی مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی طرح نہ صرف عقیدہ توسل کے فائل ہیں بلکہ اپنی کتب میں اپنے اکابرین سے توسل کرتے چلے آئے ہیں۔

زیر نظر رسالہ ”توسل“ میں ان علماء دیوبند کا تذکرہ ہے جو نہ صرف توسل کے فائل ہیں بلکہ اپنے اکابرین سے توسل بھی کرتے ہیں اسکے علاوہ زیر نظر رسالے میں توسل کے جواز پر قرآن و احادیث و اقوال و افعال بزرگان دین سے دلائل بھی دیئے گئے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کا ایک نایاب رسالہ ”انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ“ بھی شامل ہے جو کہ نداء یارسول اللہ کے جواز پر ایک لاجواب رسالہ ہے اور جس کی توفیق میں صرف یہ کہنا کافی ہوگا کہ یہ رسالہ ”مجدد اعظم“ کا رسالہ ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت اس رسالے کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع کر رہی ہے اللہ تعالیٰ جمعیت کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین !

بجاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سگ وقار الدین علیہ الرحمہ محمد عرفان و قاری

## فہرست

استعانت	۵	وصال کے بعد توسل	۵۰
امام احمد رضا کا عقیدہ استمداد	۵	اجماع صحابہ	۵۵
استعانت اور توسل ایک ہی شے ہے	۶	توسل اور ائمہ واربعہ	۵۹
اقسام نسبت	۷	توسل اور ائمہ اعلام	۶۱
قول فیصل	۱۱	توسل اور امام ابن الحماج	۶۶
استعانت اور قرآن	۱۲	توسل اور اہل حدیث کے مسلم علماء	۷۱
بی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت	۱۳	توسل اور علماء دیوبند	۷۳
ب وحید الزماں اور مسئلہ استعانت	۱۷	توسل اور عالم اسلام کے موجودہ علماء	۷۶
عربی کا استغاثہ	۲۷	قیامت کے دن توسل	۸۵
تحریف معنوی	۲۹	ارباب ولایت سے توسل	۸۶
توسل	۳۷	صلوات غوثیہ	۹۵
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اعمال	۳۸	رسالہ مبارکہ: انوار الانستباء	
ذذوات کو وسیلہ بنانا		فی حل نداء یارسول اللہ	۹۹
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل	۴۱	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	
ولادت باسعادت سے پہلے توسل	۴۱		
حیات ظاہر و میں توسل	۴۳		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## استعانت

انسان طبعی طور پر اپنی بقا اور زندگی گزارنے میں مخلوق خدا کی امداد کا محتاج واقع ہوتا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ میں کسی بھی مخلوق کی امداد کے بغیر زندہ رہنا چاہتا ہوں تو اسے یہی مشورہ دیا جائے گا کہ آپ موجودہ دور کی مہذب اور متمدن زندگی کو خیر باد کہہ کر پشتر اور قاروں کے دور میں چلے جائیے، جہاں نہ لباس سے غرض ہے نہ عمارت سے، نہ سواری میسر ہے اور نہ ہی زندگی کی دیگر سہولتوں کا تصور ہے۔

یاد رہے کہ کارساز حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مخلوق میں سے جو بھی کسی کی امداد کرتا ہے، وہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے، بندہ تو اس کی امداد کا منظر ہے، ورنہ اگر کوئی چاہے کہ میں از خود عطائے الہی کے بغیر کسی کی امداد کروں، تو یہ ممکن نہیں ہے اور کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے کہ وہ از خود امداد کر سکتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد و عطا کی ضرورت نہیں ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کا عقیدہ استمداد

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

”اُس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس معنی پر خیر خدا سے شرک ہے، یعنی اسے قادر بالذات و مالک مستقل جان کر مدد مانگنا بایں معنی اگر دفع مرض میں طبیب یا دوا

ولا لولم الذی ملأت عظمتہ السموات والأرض الذی (۱) عنت له الوجوه وخشعت له الأصوات (۲) ووجلّت القلوب من خشیتہ : أن تصلى على محمد ﷺ وأن تعطینى حاجتی وهی کذا وكذا فإنه يستجاب له إن شاء الله تعالى، قال وكان يقول : لا تعلموا سفهاءکم لئلا يدعوا به فی ماثم أو قطیعة رحم . .

(و اما حدیث ابی الدرداء )

۱۰۷ - فقال الطبرانی فی المعجم الكبير حدثنا محمد بن علی بن حبیب الطرائفی الرقی حدثنا محمد بن علی بن میمون حدثنا سلیمان بن عبد الله الرقی حدثنا بقية بن الوليد عن إبراهيم بن محمد بن زياد قال : سمعت خالد بن معدان يحدث عن أبي الدرداء قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى على حين يصبح عشرا وحين يمسي عشرا أدرکته شفاعتی ، (۳) .

۱۰۸ - قال الطبرانی : حدثنا يحيى بن أبوب العلاف حدثنا سعيد بن أبي مریم عن خالد بن زيد عن سعيد بن أبي هلال عن أبي الدرداء قال : قال رسول الله ﷺ : أكثروا الصلاة على يوم الجمعة فإنه يوم مشهود تشهد الملائكة ، ليس من عبد يصلى على إلا بلغنى صوته حيث كان . قلنا . وبعد وفانك ؟ قال : وبعد وفانى . إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء ، (۴) .

علامہ ابن قیم کی تصنیف جلاء الافہام (مکتبہ نوریہ رضویہ دہلی) آباد کا صفحہ ۶۳



سے استمداد کرے یا حاجت فقر میں امیر یا بادشاہ کے پاس جائے یا انصاف کرانے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں میں مدد لے جو بالیقین تمام دہائی صاحب روزانہ اپنی عورتوں، بچوں، نوکروں سے کرتے کرتے رہتے ہیں، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھا دے یا کھانا پکا دے سب قطعاً شرک ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر خود انہیں اپنی ذات سے بے عطائے الہی قدرت ہے تو صریح کفر و شرک میں کیا شبہ رہا؟ اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں، یعنی مظهر حقون الہی و واسطہ وسیلہ و سبب سمجھنا، اس معنی پر حضرات انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ و التسلیم سے کیوں شرک ہونے لگی؟

خلاصہ یہ کہ کسی بھی مخلوق کو اس طرح مستقل مددگار ماننا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی امداد و عطا کی محتاج نہیں ہے، شرک اور کفر ہے اور کسی مخلوق کو عطائے الہی کا مظہر اور وسیلہ رحمت باری تعالیٰ ماننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

## استعانت اور توسل ایک ہی شے ہے

اللہ تعالیٰ مقصودِ اصلی ہے، اسے وسیلہ نہیں بنایا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اشیا خواہ وہ ذوات ہوں یا اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانا مانزہ ہے اور ان سے استعانت بھی جائز ہے، کیونکہ توسل اور استعانت اگرچہ الگ الگ الفاظ ہیں، لیکن ان کی مراد ایک ہی ہے۔ امام علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں:

واذ قد تحشرت هذه الانواع والاحوال في الطلب من النبي صلى الله عليه وسلم وظهر المعنى فلا عليك في تسميته توسلاً او تشفعاً او استغاثه او تجوهاً

لے احمد رضا بریلوی، امام، برکات الامداد (رضوی کتب خانہ، بریلی) ص ۲۹-۲۸

او تجوھا لان المعنى في جميع ذلك سواء۔ لے  
”جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی شے کے طلب کرنے کے احوال اور اقسام کا بیان ہو گیا اور مطلب ظاہر ہو گیا تو اب تم اس طلب کو توسل کہو، یا تشفع، استغاثہ کہو یا تجوہ یا توجہ کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔“

## اقسام نسبت

علامہ معانی نے اسناد نسبت، کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) حقیقت عقلیہ (۲) مجاز عقلی

حقیقت عقلیہ یہ ہے کہ فعل کی نسبت ایسی شے کی طرف کی جائے کہ یہ ظاہر منکمل کے نزدیک فعل اس کی صفت ہو جیسے ”أَنْتَبْتُ اللَّهُ الْبَقْلُ“ (اللہ تعالیٰ نے سبزہ اگایا) سبزہ اگانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جب اس کی نسبت اس ذاتِ قدوس کی طرف کی جائے گی، تو اسے حقیقت عقلیہ کہا جائے گا۔

مجاز عقلی یہ ہے کہ فعل جس کی صفت ہے، اس کی بجائے اس کے کسی متعلق کی طرف نسبت کر دی جائے اور ساتھ ہی کوئی علامت بھی پائی جائے کہ یہ نسبت موصوف کی طرف نہیں، بلکہ اس کے کسی متعلق کی طرف ہے، مثلاً فعل کی نسبت زمان، مکان یا سبب کی طرف کر دی جائے مثلاً ”بَنَى الْأَمِيرُ الْمَدِينَةَ“ (امیر نے شہر بنایا) حقیقت شہر کی تعمیر معماروں اور مزدوروں کا کام ہے، لیکن امیر چونکہ سبب ہے، اس کے کہنے پر شہر تعمیر کیا گیا ہے، اس لیے مجازاً تعمیر کی نسبت اس کی طرف کر دی گئی ہے۔

لے تقی الدین سبکی، الامام،

(ب) علامہ تفسلاتی،

شفاء الاستقام (مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد) ص ۱۷۵

مواہب لدنیہ مع شرح الزرقانی (المطبع العاشق) ج ۸ ص ۳۹

پھر مجاز پر دلالت کرنے والا قرینہ (علامت) کبھی لفظی ہوگا اور کبھی معنوی۔ علامت معنوی کی مثال دیتے ہوئے علامہ تفتازانی احوال الاسناد الخبری میں فرماتے ہیں:

وَأَنْتَبِ التَّرْبِيعُ الْبَقْلُ فَمَثَلُ هَذَا الْكَلَامِ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْمُتَوَحِّدِ يُحْكَمُ بِأَنَّ إِسْنَادَهُ مَجَازٌ لِأَنَّ التَّوَحُّدَ لَا يَتَقَدُّ أَنَّهُ إِلَى مَا هُوَ لَهُ.

”جب موحّد سے آنتب التربیع البقل“ (موسم بہار نے سبزہ اگایا) ایسا کہہ کر صادر ہوگا تو حکم کیا جائے گا کہ یہ اسناد مجازی ہے، کیونکہ موحّد کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اگانا موسم بہار کی صفت ہے۔ جبکہ یہی بات اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہے گا تو اسے حقیقت کہا جائے گا۔

یہی علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

فَمَثَلُ الْإِسْنَادِ وَإِنْ كَانَ إِلَى غَيْرِ مَا هُوَ لَكِنْ لَدَاوُلٍ فِيهِ لِأَنَّهُ مُرَادٌ وَمُتَقَدُّمٌ وَكَذَا شَقَى الطَّبِيبِ السَّرِيفِ.

”اگر فرمے کہ موسم بہار نے سبزہ اگایا یہ نسبت اگرچہ اس کی طرف نہیں ہے کہ اگانا اس کی صفت ہے، بلکہ اس کے غیر کی طرف ہے، لیکن اس میں علامت نہیں ہے (حتیٰ کہ اسے مجاز کہا جاسکے) کیونکہ یہ تو اس کی مراد ہے اور اس کا عقیدہ ہے، اسی طرح یہ کہن طبیب نے مریض کو شفا دی۔“

خلاصہ یہ کہ کافر نے کہا کہ طبیب نے مریض کو شفا دی، تو یہ حقیقت ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تاثیر کا قائل ہی نہیں ہے۔ یہی بات اگر مومن نے کہی، تو اسے مجاز عقلی کہا جائے گا اور اس

لے مسودین عمر، الملقب سعد الدین التفتازانی، المجلد (کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) ص ۱۰۶  
لے ایضاً ص ۹۹

کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہوگا کہ وہ شفا کی نسبت طبیب کی طرف اس لیے کر رہا ہے کہ وہ شفا کا سبب ہے، اس لیے نسبت نہیں کر رہا کہ فی الواقع طبیب نے شفا دی ہے شفا دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

اس گفتگو پر غور کر لینے سے مسئلہ استعانت کی حیثیت بالکل واضح ہو جاتی ہے، کیونکہ انبیاء و اولیاء سے مدد چاہنے والا اگر مومن ہے تو اس کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے نزدیک کارساز حقیقی، مقاصد کا پورا کرنے والا، حاجتیں بر لانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ان امور کی نسبت انبیاء و اولیاء کی طرف مجاز عقلی کے طور پر کی گئی ہے کہ وہ مقاصد کے پورا ہونے کے لیے سبب اور وسیلہ ہیں۔

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

دریں جا بایہ فہمید کہ استعانت از غیر بوجہ ہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد و اورا مظہر حرم الہی نماذہ حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اورا یکے از مظاہر حرم دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ در ان نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید و در از عرفان بخوابد بود و در شرع نیز جہانزد رواست و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست، بلکہ استعانت بحضرت حق است لا غیر۔

”اس جگہ یہ سمجھنا چاہیے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پر ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے اور اگر توبہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری استعانت کرے تو یہ راہ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے اس قسم کی

لے عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی (دعائی دارالکتب، دہلی) ج ۱، ص ۸

استغاثت انبیاء و اولیاء نے غیر سے کی ہے۔ و تحقیقت استغاثت کی قیم غیر سے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔

مشہور اہل حدیث عالم نواب وحید الزمان لکھتے ہیں،

وضابطہ، ان الامور التي كانت تطلب من الانبياء والصالحاء حال كونهم احياء مثل الدعاء او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا يكون شركاً اكبـر والامور التي هي مختصة بالله وكانت لا تطلب منهم وهم احياء فطلبها منهم بعد ان ماتوا يكون شركاً كما كان طلبها عنهم وهم احياء شركاً الا ان يكون الاسناد مجازاً كما في قول عيسى وأخي السوقي باذن الله صرح بذلك شيخ الاسلام في بعض فتاواه۔ لہ

اُس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو امور انبیاء و اولیاء سے ان کی زندگی میں طلب کیے جاتے تھے، مثلاً دُعا اور شفاعت وہ ان کے وصال کے بعد طلب کرنا شرک اکبر نہیں ہوگا اور وہ امور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور ان حضرات کی زندگی میں اللہ سے طلب نہیں کیے جاتے تھے، ایسے امور کا ان سے ان کی وفات کے بعد طلب کرنا شرک ہے جیسے ان امور کا ان کی زندگی میں طلب کرنا شرک ہے البتہ مجازاً نسبت ہو سکتی ہے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ شیخ الاسلام نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے۔

مجازی نسبت پر گفتگو کرتے ہوئے نواب صاحب مزید لکھتے ہیں،

وَمَا تَقُولُ قَوْلَهُ تَعَالَى وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ وَشَجَرٍ  
الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي فَأَسْنَدَ الْخُلُقِ وَالْإِبْرَاءِ  
إِلَى عَيْسَى مَجَازاً فَلَوْ طَلَبَ أَحَدٌ مِنْ عَيْسَى رُوحَ اللَّهِ  
أَنْ يُحْيِيَ مَيِّتًا بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَا يَكُونُ شَرْكَاً أَكْبَرَ وَكَذَلِكَ  
لَوْ طَلَبَ أَحَدٌ مِنْ وَلِيِّي حَتَّى أَوْ مِنْ رُوحِ بَنِي أَوْ صَالِحٍ  
أَنْ يَهَبَ لَهُ الْأَوْلَادَ أَوْ يَشْفِيَهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ يَدْفَعُ  
عَنْهُ سُوءَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأَمْرِهِ فَهَذَا لَا يَكُونُ شَرْكَاً  
أَكْبَرَ۔ لہ

اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد و إِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ میں پیدا کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازاً کی گئی ہے۔ پس اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام سے درخواست کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مُردے کو زندہ کریں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص زندہ ولی سے یا نبی یا ولی کی رُوح سے یہ درخواست کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اسے اولاد دیں یا اس کی بیماری دور کر دیں، تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا۔

## قول فیصل

اس تفصیل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ انبیاء و اولیاء سے حصولِ مقاصد کی درخواست کرنا شرک و کفر نہیں ہے جیسے عام طور پر مبتدعین کا رویہ ہے کہ بات پر شرک اور کفر کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔

البتہ یہ ظاہر ہے کہ جب حقیقی حاجت روا، مشکل کشا اور کارساز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، تو احسن اور اولیٰ بھی ہے کہ اسی سے مانگا جائے اور اسی سے درخواست کی جائے اور انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے، کیونکہ حقیقت، حقیقت ہے اور مجاز، مجاز ہے یا بارگاہ انبیاء و اولیاء میں درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کریں کہ ہماری مشکلیں آسان فرمادے اور حاجتیں بر لائے۔ اس طرح کسی کو غلط فہمی بھی پیدا نہیں ہوگی اور اختلافات کی خلیج بھی زیادہ وسیع نہیں ہوگی۔

## استعانت اور قرآن

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام اور صحابہ کرام نے بوقت ضرورت مخلوق خدا سے مدد طلب کی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:-

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ كُنْ أَنْصَارُ اللَّهِ۔

اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار ہو، جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ حواری بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں سے اپنے دین کی مدد طلب کی ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے مدد طلب کی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام نصرتیں بلا واسطہ نازل فرمادیتا، لیکن اس کی عادتِ کریمہ جاری ہے کہ کارِ خدا قدرت کا نظام مختلف اسباب اور وسائل سے وابستہ کر رکھا ہے اس کا اس آیت میں اظہار ہے

لے پ ۲۸ - ۱۰ الصّٰف ۷۱ - آیت ۱۲

۲- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتُوبُوا لِلَّهِ يَتُوبَ كُفْرُكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ۔

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم ہمارے گام۔

اس آیت میں اللہ کا ارادہ ہے کہ مومنوں سے دین کی مدد طلب فرماتا ہے اور مومنوں کو میر فرازی حاصل کرنے کا موقع عطا فرماتا ہے،

۳- قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ يَدْعُوهُ هَبْ لِي مِنْهُ لَهْجَةً مِّنْ فَصَحَّةٍ يُعْقَلُ مِنْهَا قَوْلُ طَائِفَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْبَلَدِ

۴- قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي خَشِيتُ أَن يَأْتِيَ صُفْرٌ

یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے، بے شک میں بھلائی والا ہوں۔

۵- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِيَنِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ۔

سیلمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے

لے پ ۲۶	محمّد ۴۰ آیت ۶
لے پ ۱۶	الکھف ۱۸ آیت ۹۵
لے پ ۱۳	یوسف ۱۲ آیت ۵۵
لے پ ۱۱	الزّمل ۱۶ آیت ۲۸



حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں،

وَيُؤَخِّدُ مِنْ أَمَلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْأَمْرَ بِالسُّؤَالِ  
أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَكْنَهُ مِنْ إِعْطَاءِ كُلِّ مَا أَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ  
الْحَقِّ (إِلَى أَنْ قَالَ) وَذَكَرَ ابْنَ سَبِيحٍ فِي تَخْصِصِهِ وَ  
غَيْرُهُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَقْطَعَهُ أَرْضَ الْجَنَّةِ يُعْطَى مِنْهَا  
مَا شَاءَ لِمَنْ شَاءَ - لہ

”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلق فرمایا کہ مانگ کر کسی چیز کی تخصیص نہیں کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے کہ حق کے خزانوں میں سے جو چاہیں دیں۔ ابن سبع وغیرہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی زمین حضور کی جاگیر کر دی ہے، اس میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔“

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں،

از اطلاقی ای سوال کہ فرمود خواہ و تخصیص نہ کر دے مطلوبے خاص معلوم می شود  
کہ کار ہمہ بدست و ہمت کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد و ہر  
کہ خواہد باذن پروردگار خود بدہدے

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَرَفَتْهَا

وَمِنْ عِلْمِكَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

اگر خیریت و نسیا و عقبی، آرزو داری

بدگارش بیا و ہرچہ می خواہی تمتا کن

پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔“

## نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت

اس سلسلے میں احادیث کا تشیع کیا جائے، تو وہ خاصا ذخیرہ فراہم ہو سکتا ہے۔ اس جگہ صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے،

عَنْ رِبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْغَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَلِكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) - لہ

”حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارا کرتا تھا، آپ کی خدمت میں وضو کا پانی اور دیگر ضروریات کی چیزیں (مسواک وغیرہ) پیش کیں، تو آپ نے فرمایا مانگ میں نے عرض کیا میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا اور کچھ عرض کیا میری مراد صرف یہی ہے۔ فرمایا تو میری امداد کر اپنے نفس پر کثرت سجدے“

غور کیجئے، حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں اپنی ملی مراد کا سوال پیش کر رہے ہیں، جو ابا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں منع نہیں فرماتے کہ تم مجھ سے کیوں مانگ رہے ہو، جنت چاہیے تو خدا سے مانگو، میں کون ہوتا ہوں جنت دینے والا بلکہ ان سے وعدہ فرمایا جاتا ہے، ان سے مدد طلب کی جاتی ہے کہ سجدے کثرت سے ادا کر دے جنت میں تمہیں میری رفاقت عطا کر دی جائے گی۔

لہ شیخ ولی الدین الخطیب، مشکوٰۃ شریف (ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی) ص ۸۲

”مطلقاً فرمایا کہ مانگو اور کسی خاص مقصد کی تعیین نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس اور آپ کی جنتِ کرم سے وابستہ ہیں، جو کچھ چاہیں اور جسے چاہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔

• حضور دنیا و آخرت آپ کی بخشش کا ایک حصہ ہیں

اور لوح و قلم آپ کے علوم کا بعض ہیں

• اگر تو دنیا و آخرت کی خیریت چاہتا ہے

تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ اور چلیے ہم

ایک طرف تو ان آیات و احادیث کو پیش نظر رکھیں، دوسری طرف عقل و خود کی فرومانی ملاحظہ ہو کر کہنے والے یہاں تک کہہ جاتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں متعدد انبیاء اور عباد صالحین کا ذکر کیا ہے،

انہیں اپنے مسائل، مشکلات اور پیش آمدہ حوادث میں استعاذہ، استعانت اور دعا کی ضرورت پیش آئی، لیکن انہوں نے آدم سے نوح تک، ابراہیم سے

موسیٰ تک، یونس سے خاتم النبیین اشرف المرسلین محمد بن عبد اللہ صلوات اللہ

وسلامہ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کسی سے مدد مانگی اور نہ ہی کسی کو

پکارا، خواہ مغفرت کا مطالبہ ہو یا اولاد یا شفاء کا، ہلاکت کے مقامات سے

نجات مطلوب ہو یا فقر و فاقہ اور قید و غیرہ سے رہائی یا مدد طلب کرنا انہوں نے

صرف اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ کوئی واقعہ، کوئی حادثہ ایسا وارد نہیں ہوا

کہ کسی نے اللہ کے سوا اللہ کے معترّب، بندوں اور منتخب اولیاء سے

مدد مانگی ہو“ (ترجمہ) لے

ایک بار پھر مذکورہ بالا آیات اور حدیث شریف کا مطالعہ کر لیجئے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ یہ تمام تر کچھ دار و عطا و خطابت کا ایک نمونہ ہے جسے حقائق سے فدا کا بھی تعلق نہیں ہے۔ پھر انبیاء کرام تو وہ ہستیاں ہیں جن کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں اپنی حاجتیں اور مرادیں پیش کی جاتی ہیں، وہ تو خود بارگاہِ الہی کے مقرب ترین ہیں، جو عرض کرنا چاہیں، براہِ راست عرض کریں انہیں کسی واسطے اور وسیلے کی کیا ضرورت؟

## نواب وحید الزمان اور مسئلہ استعانت

نواب صاحب غیر متقلدین کے مشہور عالم اور صحاح ستہ کے مترجم ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ”ہدیۃ المہدی“ میں مسئلہ استعانت پر تفصیلی گفتگو کی ہے، چند اقتباسات ملاحظہ ہوں لکھتے ہیں:

وَالْحَاصِلُ أَنَّ كُلَّ مَنْ اعْتَقَدَ فِي حَقِّ غَيْرِ اللَّهِ سَوَاءً

كَانَ حَيًّا أَوْ مَيِّتًا أَنَّ لَهُ قُدْرَةً ذَاتِيَّةً أَوْ مَوْجُوبَةً مَقْضُوتَةً

مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى أَمْرِ مِنَ الْأُمُورِ يَحْتَاجُ لَا يَحْتَاجُ

فِيهَا إِلَى إِذْنِ جَدِيدٍ مِنْهُ فَهُوَ مُشْرِكٌ وَكُلُّ مَنْ يَفْهَمُ

غَيْرَ اللَّهِ أَنَّهُ عَاجِزٌ بِالْكَلِمَةِ كَالْمَيِّتِ فِي يَدِ الْغَسَّالِ

لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا إِذَا أَرَادَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَبَعِيَ أَنْ

يَأْخُذَ هَذَا الْعَمَلُ مِنْهُ فَيَعْمَلُ بِحُكْمِ اللَّهِ وَإِذْنِهِ

وَأَرَادَتْهُ وَقَضَائِهِ وَيَنْصُرُ وَيُعِثُّ وَيَنْفَعُ وَيَضُرُّ

كَذَلِكَ فَهُوَ مَوْجِدٌ لَيْسَ بِمُشْرِكٍ سَوَاءً كَانَ ذَلِكَ

الْغَيْرُ حَيًّا أَوْ مَيِّتًا كَمَنْ فَهِمَ أَنَّ السُّقْمَ مَوْجِدٌ

يَذَاتِهِ أَوِ النَّارَ مُحَرَّقَةً بِذَاتِهَا فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ عِلْمُ

أَنِّ اسْتَمَالَ اسْتَمُونِيَا وَاحْرَاقِ النَّارِ بِأَمْرِ اللَّهِ وَ  
إِذْنِهِ وَإِرَادَتِهِ فَمَوْجِدٌ لَيْسَ بِمُشْرِكٍ لَّهُ

”حاصل یہ کہ غیر اللہ زندہ ہو یا مردہ، اس کے بارے میں جس شخص کا اعتقاد یہ ہو کہ اس کی قدرت ذاتی ہے یا اللہ تعالیٰ نے اسے کسی چیز کی قدرت اس طرح عطا کر دی ہے کہ اسے نئے اذن کی ضرورت نہیں، وہ مشرک ہے اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ غیر اللہ عاجز بعض ہے جیسے میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں وہ خود کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے اور چاہے کہ اس سے یہ کام لے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم، اس کی اجازت، اس کے ارادہ و تقاضے سے غیر اللہ نصرت و امداد کرے گا اور فائدہ و نقصان پہنچائے گا، تو ایسا شخص موجد ہے مشرک نہیں ہے۔ خواہ وہ غیر اللہ زندہ ہو یا مردہ۔ یہ بعینہ ایسے ہے کہ جو شخص سمجھتا ہے کہ جمال گوٹہ خود بخود دست لاتا ہے یا آگ از خود جلاتی ہے، تو وہ مشرک ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ جمال گوٹہ کا دست آور ہونا اور آگ کا جلاتا اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کے اذن و ارادہ سے ہے، تو وہ موجد ہے مشرک نہیں ہے۔“

یہی وہ عقیدہ ہے جو ہم اس سے پہلے امام احمد رضا بریلوی کے رسالہ ”مبارکہ برکات الاستمداد“ سے نقل کر چکے ہیں کہ مخلوق کو بالذات مفید اور مضر ماننا شرک ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا شرک نہیں ہے۔

قاضی شوکانی کہتے ہیں:

إِنَّ مَنِ اعْتَقَدَ فِي مَيِّتٍ مِنَ الْأَمْوَاتِ أَوْ حَيٍّ قَسَنِ  
الْأَحْيَاءِ أَنَّهُ يَنْفَعُهُ أَوْ يَضُرُّهُ اسْتِغْلَالًا أَوْ مَعَ  
اللَّهِ أَوْ نَادَاكَ أَوْ تَوَجَّهَ إِلَيْهِ أَوْ اسْتَعَاثَ بِهِ فِي

لہ وحید الزمان، نواب، ہدیۃ المہدی (اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ) ص ۱۱

أَمْرِ مِنَ الْأَمْوَرِ الَّتِي لَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا الْمَخْلُوقُ فَلَمْ  
يُخْلِصِ التَّوْحِيدَ بَعْدَ وَلَا أَفْرَدَهُ بِالْعِبَادَةِ - لہ

”جو شخص کسی زندہ یا مردہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے کہ وہ اسے مستقل طور پر یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مل کر فائدہ یا نقصان دے سکتا ہے یا اس کی طرف توجہ ہو یا ایسی چیز میں اس کی مدد مانگے، جس پر مخلوق قادر نہیں ہے، تو اس کی توحید خالص نہیں ہے اور نہ ہی وہ صرف اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار ہے۔“

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تین صورتوں میں شرک لازم آتا ہے:

۱۔ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچانے میں مستقل مانا جائے۔

۲۔ کسی کو مفید یا مضر ہونے میں اللہ تعالیٰ کا شریک مانا جائے۔

۳۔ ایسے امور میں استعانت کی جائے جن پر مخلوق کو قدرت نہیں ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ نفع و نقصان سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

مخلوق تو درمیان میں واسطہ اور وسیلہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ پھر شرک کیسے لازم آگیا؟

اس پر نواب وحید الزمان تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس امام (شوکانی) کو دیکھو کہ غیر اللہ کے مفید یا مضر ہونے کے عقیدے

کو شرک اکبر اس وقت قرار دیتے ہیں۔ جب اسے نفع و ضرر میں مستقل مانا

جائے یا اللہ تعالیٰ کا شریک مانا جائے۔ اسی طرح غیر اللہ کی مدد، اس کی

طرف توجہ اور اس سے امداد کا طلب کرنا شرک اکبر اس وقت ہوگا جب یہ

استعانت ان امور میں ہو جو مخلوق کی قدرت میں نہیں ہیں۔“

فَعَلِمَ بَدَاهَةً أَنَّ الْمِثْدَاءَ أَوِ التَّوْبَةَ أَوِ الْإِسْتِغَاثَةَ  
فِي أُمُورٍ يَمْدُرُ عَلَيْهَا الْمَخْلُوقُ أَوْ اعْتِقَادُ الْنَفْعِ  
وَالضَّرَرِ لِغَيْرِ اللَّهِ بِإِذْنِ اللَّهِ وَحُكْمِهِ وَإِرَادَتِهِ  
لَيْسَ بِشِرْكِ الْبَرِّ لَهُ

”واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ جو امور مخلوق کی قدرت میں ہیں، ان میں پکارنا، توبہ  
ہونا یا مدد مانگنا یا غیر اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے اذن، اس کے حکم اور ارادہ  
سے نفع و ضرر کا اعتقاد کرنا شرک اکبر نہیں ہے۔“

اب مبتدعین زمانہ کو کون سمجھائے کہ انبیاء و اولیاء سے مدد کی درخواست کرنے والا  
کوئی مسلمان ایسے امور میں استعانت نہیں کرتا جو مخلوق کی قدرت میں نہ ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ  
کے ارادے کے بغیر کسی کو مفید یا مضر جانتا ہے۔

علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسَبَةِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)  
إِلَى الْخَلْقِ وَالْإِسْتِقْلَالِ بِالْأَفْعَالِ هَذَا لَا يَقْصُدُهُ  
مُسْلِمٌ فَصَرَفَ الْكَلَامَ إِلَيْهِ وَمَنْعَهُ مِنْ بَابِ  
التَّلْبِيسِ فِي الذِّهْنِ وَالشُّوَيْشِ عَلَى عَوَامِ الْمُوَحِّدِينَ - لَمْ  
”یہ مقصد نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان افعال کے خالق ہیں  
یا ان میں مستقل ہیں، کیسی بھی مسلمان کا مقصد نہیں، لہذا کلام کو اسی مطلب کی  
طرف پھیرنا اور اسے ممنوع قرار دینا دین میں فریب کاری ہے اور عوام غلط ہیں  
کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔“

نواب وحید الزمان صاحب استغاثہ مذکورہ کے شرک نہ ہونے کی دلیل دیتے ہوئے  
کہتے ہیں،

”صاحب جامع البیان نے اپنی تفسیر کی ابتدا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے امداد طلب کی ہے۔ اگر غیر اللہ سے مطلق استغاثہ شرک ہو تو لازم آئے گا کہ  
صاحب جامع البیان مشرک ہوں، پھر ان کی تفسیر پر اعتماد کیسے کیا جائے گا؟  
حالانکہ تمام اہل حدیث نے ان کی تفسیر کو قبول کیا ہے۔ سید علامہ (صدیق حسن  
خال بھوپالی) نے ایک طویل قصیدے میں کہا ہے:

يَا سَيِّدِي يَا عُذْوَتِي وَوَسِيلَتِي  
يَا عُدَّتِي فِي شِدَّةٍ وَرَخَاءٍ  
قَدْ جِئْتُ بِأَبْلَاكَ ضَارِعًا مُتَفَرِّعًا  
مُتَأَوِّهَاً بِتَنْفِيسٍ مَعْدَا  
مَا لِي وَرَاءَكَ مُسْتَغَاثٌ فَادْحَمَنَّ  
يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ بُكَائِي لَمْ

۱۔ اے میرے آقا! میرے ہمارے، میرے وسیلے، سختی اور نرمی میں میرے  
کام آنے والے!

۲۔ میں آپ کے دروازے پر حاضر ہوا ہوں، اس حال میں کہ میں ذلیل ہوں  
گروگزار ہا ہوں، غم زدہ ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔

۳۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے، جس سے مدد مانگی جائے۔  
اے رحمتہ للعالمین! میری آہ و بکا پر رحم نہ فرمائیے۔“

اگر یہی اشعار نام بتائے بغیر مبتدعین زمانہ کے سامنے پیش کیے جائیں تو شرک اور

الا ان المجوزين كالسبكي وابن حجر المكي والقسطلاني  
وكثير من الشافعية يقولون ان الحى ايضا في ذلك  
مثل الميت قال الله تعالى قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا  
وَلَا ضَرًّا فَكَمَا ان الحى لا يقدر على الاعانة بغير اذن  
الله ورضائه وقضائه وحكمه وارادته كذا الذى  
الميت وانقطاع العمل لا يستلزم عدم العمل فان  
الملائكة اعمالهم منقطعة ومع ذلك هم يفعلون  
ما يؤمرون-

بُریلویوں کے امتیازی عقائد یہ وہی خرافات ہیں جو مختلف شہروں میں درمیانے  
 درجے کے صوفیوں میں پائے جاتے ہیں اور دین کے نام پر بُت پرستوں، میسائیں،  
 یہودیوں اور مشرکوں سے مسلمانوں کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔ ملتِ اسلامیہ کے  
 مجددین مختلف ادوار اور علاقوں میں جن کے خلاف جنگ کرتے رہے ہیں ان میں  
 سے کچھ دورِ جاہلیت میں بھی موجود تھے۔ قرآن اور عاملِ قرآن نے ان سے جنگ کی،  
 لیکن افسوس کہ وہ عقائد و خرافات بعض لوگوں کے نزدیک اسلام کے لوازم میں سے  
 بن چکے ہیں۔ ————— جیسے غیر اللہ سے استعانت، ائمہ (معلفہ)

١٤ وحيد الزمان، نواب؛  
١٥ احسان الى ظهير،  
١٦ حاشية هدية المبدى  
١٧ السيرة النبوية



ورایت امامنا الحسن بن علی فی المنام صلی بالجماعة  
وصلیت خلفه ثم سألت عن کیف تصلی ههنا  
مع ان البرزخ لیس بدار العمل فقال نعم لا  
تجب الصلوة ههنا ولكن الصالحین من عباده الله  
یصلون ههنا ایضا تبرعاً وتقرباً الی ربهم و  
تنشیطاً لانفسهم۔

ثم تذکرت حدیث النبی وایت موسیٰ یصلی  
فی قبره والصلوة مشتملة علی الدعاء وحدیث کائی  
انظر الی موسیٰ له جوار الی ربہ قال الطیبی لا یبعد  
منهم التقرب الی الله بالدعاء فانهم افضل من  
الشهداء وان کانت الآخرة لیست دار تکلیف -  
فائی مانع یمنع من دعاء المیت للزائر مع ان  
السؤال لیس من الاموات بل من ارواح الصالحین  
والارواح لاتذوق الموت ولا تغنی بل تبقى حاسة  
مدركة سیما ارواح الانبیاء والشهداء فان حکمهم  
حکم الاحیاء بنص الکتاب والسنة نعم یمجب ان  
تکون هذه الاستعانة والاستغاثة عند  
قبورهم فانهم حال کونهم احیاء کأنوالا  
یسمعون من بعید فکیف یسمعون من  
بعید بعد الموت۔ له

مگر مجوزین جیسے امام سبکی، ابن حجر مکی، قسطلانی اور بہت سے شافعیہ وہ  
کہتے ہیں کہ اس بات میں زندہ بھی مُردہ کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:  
قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِی نَفْعًا وَلَا ضَرًّا  
جس طرح زندہ، اللہ تعالیٰ کے اذن، رضا، ارادہ، حکم اور قدرت کے بغیر امداد  
نہیں کر سکتا۔ اسی طرح میت بھی ہے، عمل کے منقطع ہونے سے یہ لازم نہیں  
آتا کہ عمل موجود ہی نہ ہو، کیونکہ فرشتوں کے اعمال منقطع ہیں۔ اس کے باوجود  
انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ کرتے ہیں۔

میں نے خواب میں حضرت امام حسن ابن علی کو دیکھا۔ انہوں نے جماعت  
کرائی۔ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ  
اس جگہ کیسے نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ برزخ دار عمل نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا  
ہاں! اس جگہ نماز واجب نہیں ہے، لیکن اولیاء کرام اس جگہ نفلی طور پر اللہ تعالیٰ  
کا قرب حاصل کرنے اور اپنے رب کی عبادت سے فرحت و نشاط حاصل  
کرنے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

پھر مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد آئی کہ میں نے  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، نماز بھی دُعا پر مشتمل ہے  
اور یہ حدیث کہ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا ہوں اور وہ بلند آواز سے  
تنبیہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر رہے ہیں۔ علامہ طیبی نے فرمایا انبیاء کے لیے  
دُعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا بعید نہیں ہے، کیونکہ وہ شہداء سے  
افضل ہیں، اگرچہ دار آخرت دار تکلیف نہیں ہے۔

پس زیارت کرنے والے کے لیے میت کے دُعا کرنے سے کونسا مانع ہے؟  
حالانکہ سوال مردوں سے نہیں ہے، بلکہ اولیاء کی روتوں سے ہے اور روتیں موت

کا ذائقہ نہیں چکھتیں اور نہ ہی فنا ہوتی ہیں، بلکہ ان کا احساس اور ادراک باقی رہتا ہے۔ خصوصاً ارواح انبیاء اور شہداء، کیونکہ وہ کتاب و سنت کی نص کے مطابق زندوں کے حکم میں ہیں۔ ہاں یہ استعانت ان کی قبروں کے پاس ہونی ضروری ہے، کیونکہ وہ اپنی زندگی میں دُور سے نہیں سنتے تھے، موت کے بعد کیے سنیں گے؟

اس سے پہلے حدیث شریف گزر چکی ہے جس میں آیا ہے کہ بندہ کثرتِ نوافل سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے اعضاء و تجلیاتِ الہیہ کا مظہر بن جاتے ہیں اور اس حدیث کی شرح میں امام غزالی کی یہ تفسیر ہے کہ بندہ قرب و بعید کی چیزوں کو دیکھتا اور سنتا ہے، یقیناً مذہبی مادہ پرستوں کے لیے یہ بڑے اچھے کی بات ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس مقام پر فائز کرنے تو اس نئے کیلئے دُور و نزدیک کی چیزوں کا دیکھنا سننا کچھ مشکل نہیں۔

مسکین کے سامنے جب مخلوق سے استعانت کے ہاتھ ہونے پر قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیے جائیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تو زندہ سے استعانت ہے، اسے تو ہم بھی مانتے ہیں ہم جو شرک کہتے ہیں تو مُردہ سے مدد مانگنے کو کہتے ہیں۔ نواب صاحب اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالْأَعْجَبُ مِنَ الْعَجَبِ مَا فَتَرَ بَعْضُ إِخْوَانِنَا فِي هَذَا بَيْنَ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ وَظَلَمَ أَنَّ الْإِسْتِئْصَارَ وَالْإِسْتِغَاثَةَ بِالْأَحْيَاءِ فِي أُمُورٍ يَقْدَرُ عَلَيْهَا الْعِبَادُ كَيْسَ بِشَوْكِ وَهُوَ شَوْكِ بِالْأَمْوَاتِ فِي نَفْسِ تِلْكَ الْأُمُورِ وَهَلْ هَذَا إِلَّا سَفْسَاطَةٌ ظَاهِرَةٌ فَإِنَّ الْحَيَّ وَالْمَيِّتَ سَيَّانَ فِي كَوْنِهِمَا غَيْرَ أَنَّ اللَّهَ فَعَايَةُ مَا فِي الْبَابِ أَنَّ الْإِسْتِئْصَارَ بِالْأَمْوَاتِ شَوْكٌ بِالْأَحْيَاءِ لَا شَوْكٌ بِاللَّهِ تَعَالَى

”عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے کچھ بھائیوں نے استعانت میں زندوں اور مُردوں کا فرق کیا ہے اور گمان کیا کہ وہ امور جو بندوں کی قدرت میں ہیں، ان میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں، البتہ انہی امور میں مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے، حالانکہ یہ کھلا مغالطہ ہے کیونکہ غیر اللہ ہونے میں زندہ اور مردہ برابر ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنا انہیں زندوں کا شرک بنانا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کا شرک۔“

یہی عقیدہ امام احمد رضا بریلوی نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: ”جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے گا، شرک ہی ہو گا اور ایک کچھ لیے شرک نہیں، تو وہ کسی کے لیے شرک نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ کا شرک مردے نہیں ہو سکتا؟ زندے ہو سکتے ہیں؟ دُور کے نہیں ہو سکتے، پاس کے ہو سکتے ہیں۔ انبیاء نہیں ہو سکتے، حکیم ہو سکتے ہیں، انسان نہیں ہو سکتے، فرشتے ہو سکتے ہیں؟ حاشا للہ! اللہ کا شرک کوئی نہیں ہو سکتا۔“

### اعرابی کا استغاثہ

حضرت عقی فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اعرابی آیا اُس نے کہا: اَلْسَلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا  
اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں، تمہارے پاس آئیں، پھر اللہ سے مغفرت طلب کریں اور رسول ان کے لیے مغفرت طلب کرے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول

کرنے والا، مہربان پائیں گے۔

میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے اور آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت طلب کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں، پھر اس اعرابی نے یہ شعر پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اعْظُمُهُ  
فَطَابَ مِنْ طَيِّبِهِمُ الْقَاعُ وَالْكَفُّ  
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُهُ  
فِيهِ الْغَفَاتُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَفُّ

اے بہترین وہ ذات کہ اس میدان میں ان کا جسم اطہر مدفون ہے جس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اُٹھے۔

میری جان اس قبر پر فدا جس میں آپ تشریف فرما ہیں، اس میں پاکدامنی ہے اور اس میں بود و کرم ہے۔

اس کے بعد اعرابی کے چلا گیا۔ عتیٰ کہتے ہیں مجھے اُنکھ آگئی۔ میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ نے فرمایا: عتیٰ! اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے خوشخبری دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔

امام علامہ شمس الدین محمد بن جریر شافعی یہ حدیث نقل کرتے ہیں،  
إِذَا نَفَلْتُ دَابَّتْهُ فَلْيُنَادِ أَعِينُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ  
رَحِمَكُمُ اللَّهُ عَوْمَصَ وَإِنْ أَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا  
عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ  
أَعِينُونِي ط وَقَدْ جَوَّبَ ذَلِكَ ط

لے اسماعیل بن کثیر القرشی، تفسیر ابن کثیر (دار احیاء الکتب العربیہ، مصر) ج ۱، ص ۵۲  
لے محمد بن جریر، الام، المحسن الحسین، (مطبعة البابی علی، مصر) ص ۲۲

جب کسی آدمی کی سواری کم ہو جائے، تو ندا کرے، اے اللہ کے بندو امداد کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے (مسند ابی حواء، مصنف ابن ابی شیبہ) اور اگر امداد چاہے، تو کہے اے اللہ کے بندو میری امداد کرو (تین بار اس طرح کہے، یہ عمل مجرب ہے) (معجم کبیر، امام طبرانی)

یاد رہے کہ حصین دعادل کا وہ مجموعہ ہے جو علامہ جزری نے احادیث صحیحہ سے منتخب کیا ہے، وہ خود فرماتے ہیں،

وَأَخْرَجْتُهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے مدد مانگنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ ان کے مذہب کے مطابق لازم آئے گا کہ معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کی تعلیم دی ہو اور ائمہ دین شرک کی تعلیم دیتے رہے ہوں۔

### تحریف معنوی

کافروں کے بارے میں وارد آیات مومنوں پر اور بتوں سے متعلق آیات انبیاء پر چسپاں کرنا مشرکین اور خوارج کا طریقہ رہا ہے۔ قرآن پاک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

اس کے سبب بہت لوگوں کو گمراہی میں ڈالتا ہے اور بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے مطالب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کیے کامیاب ہوئے۔ مشرکین منافقین اور خوارج نے اپنی عقل کو امام بنایا، گمراہی کے گڑھے ان کا مقصد ہوئے۔



دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ  
اس آیت کی تفسیر میں قاضی شوکانی نے کہا:

لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ لَكُنْهَا جَمَادَاتٍ لَا تَدْرِكُ  
شَيْئًا مِنَ الْمَدْرَكَاتِ (الٰہی ان قال) وَيَجْذِبُ يَرْجِعُ  
وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ وَمَا بَعْدَهُ اِلٰی مَنْ يَعْقِلُ  
مَنْ عِبَادَهُمُ الْكَافِرُ وَهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَالْجِنُّ الشَّيَاطِينُ  
”لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ“ وہ تمہاری دعا کو نہیں سنیں گے، کیونکہ وہ پتھر  
ہیں اور کسی بھی چیز کا ادراک نہیں کرتے اور جائز ہے کہ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ  
اور اس کے مابعد سے مراد وہ عقل والے ہوں جن کی کافروں نے عبادت کی  
اور وہ ہیں ملائکہ جن اور شیاطین۔

غور فرمائیے قاضی شوکانی جس آیت کو بتوں اور شیطانوں کے حق میں وارد قرار  
دیتے ہیں۔ ظہیر صاحب محسن سینہ زوری سے اس آیت کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنے  
پر مقرر ہیں۔

پھر اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بَشِرْ كَيْفَ  
یعنی معبودانِ باطلہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے، جبکہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اہلِ محشر کی درخواست پر فرمائیں گے: اَنَا كَهَاتِهِمْ اِس شفاعت کے لیے ہوں۔  
لہذا یہ کتنا قطعاً غلط ہے کہ یہ آیت انبیاء و اولیاء کو بھی شامل ہے۔ یہ صرف بتوں اور معبودانِ  
باطلہ کے بارے میں ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مانا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ انبیاء و اولیاء  
کو کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں مانتا۔

اسی طرح باقی پیش کردہ آیات بھی بتوں اور معبودانِ باطلہ کے بارے میں ہیں انہیں  
زیر بحث مسئلہ میں پیش کرنا خوش فہمی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ایک آیت یہ بھی پیش کی ہے:

اَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ  
يُمْرِتْ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ صُرُطِ اَوْ اَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ  
هُنَّ مُّسْكِرَاتٌ مَّرْحَمَتِهِ ۚ

اتنا غور کرنے کی زحمت ہی نہیں کی کہ اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر  
رحمت کرنا چاہے یا کسی کو زحمت دینا چاہے تو خود ساختہ معبود اسے روک نہیں سکتے۔ اس  
آیت کو معاذ اللہ انبیاء و اولیاء پر کسی طرح بھی منطبق نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ کوئی جاہل سے  
جاہل مسلمان بھی یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تعالیٰ کے مد مقابل ہیں  
اور اللہ تعالیٰ کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کا ارادہ اور فیصلہ فرماتے تو یہ حضرات اسے روک  
سکتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرات محبوبیت کے اس مقام پر فائز ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
ان کی درخواست کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے اور ان کی دعا کو رد نہیں فرماتا۔

ایک آیت یہ بھی پیش کی ہے:

اِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ اِلَّا اِنَاثًا وَّارِثًا يَدْعُونَ اِلَّا  
شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۚ

کیا ان لوگوں کی غیرت ایمانی بالکل مریضی ہے کہ اس قسم کی آیات انبیاء و اولیاء کے لیے  
پیش کر رہے ہیں؟ کیا شیطانِ مَرِيْد ایسے الفاظ انبیاء و اولیاء کے لیے استعمال کرتے ہوئے  
اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا؟ کیا ان لوگوں نے یہ یقین کر لیا ہے کہ



قیامت کبھی نہیں آئے گی؟

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سے بھی استدلال کیا ہے اور مکررین استعانت، بڑے تواتر سے اس آیت کو پیش کرتے ہیں، حالانکہ اس آیت کو عموم پر رکھا جائے، تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے بھی مدد مانگنا جائز نہ ہو، نہ زندہ سے، نہ مردہ سے، نہ قریب سے، نہ بعید سے، نہ طیب سے، نہ پلید سے، نہ سعودیہ سے، نہ امریکہ سے، غرضیکہ کسی سے بھی امداد مانگنا شرک ہوگا۔

نواب وحید الزمان لکھتے ہیں،

قال الشوكاني من اصحابنا لا خلاف في جواز الاستعانة بالمخلوق في ما يقدر عليه اماما لا يقدر عليه الا الله فلا يستعان ولا يستغاث فيه الابيه وهو المراد في قوله اياك نستعين وبهذا ظهر ان من اصحابنا من نزع عن مطلق الاستعانة والاستغاثه بغير الله شرك فقد غلا وتجاوز الحد نعوذ بالله من الغلو والافراط۔ لہ

”ہمارے اصحاب میں سے شوكانی نے کہا کہ جو چیز مخلوق کی قدرت میں ہو، اس میں استعانت کے جائز ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور جس چیز پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں، اس میں صرف اسی سے استعانت کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سے بھی یہی مراد ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہمارے اصحاب میں سے جس نے بھی یہ کہا ہے کہ غیر اللہ سے استعانت مطلقاً شرک ہے تو اس نے غلو سے کام لیا ہے اور حد سے تجاوز کیا ہے۔“

اور جب یہ طے ہے کہ یہ آیت اپنے عموم پر نہیں ہے، تو پھر اس میں وہی تخصیص کی جائے گی جو سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بیان کی ہے کہ مخلوق کو مستقل جان کر استعانت حرام ہے اور مظہر حرم الہی جان کر استعانت کی تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ اب بتائیے انبیاء و اولیاء سے استعانت اس آیہ مبارکہ کے کیسے مخالف ہوتی؟

مبتدعین زمانہ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں:

مشرکین بکری سفر میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے، جبکہ یہ لوگ (اہل سنت و جماعت) ہر سفر میں تری ہو یا بکری غیر اللہ ہی کو پکارتے ہیں، لہ

حالا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصریح کے مطابق جب انبیاء و اولیاء کو مظہر حرم الہی مانا تو ان سے استعانت اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے، اس لیے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اہل سنت ہر جگہ بحر و بر میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں، لیکن ان ہستیوں کے وسیلے سے جو اللہ تعالیٰ کی محبوب ہیں۔ بخلات مشرکین کے کہ وہ غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور جب میں منجد حار میں دیکھا کہ غیر اللہ کی مدد نہیں پہنچتی تو اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے ہیں۔ اہل سنت کا اعتماد ہر جگہ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی پر ہوتا ہے غیر پر نہیں۔

نواب وحید الزمان ایک سوال قائم کر کے اس کا جواب دیتے ہیں،

لا يقال ان السؤال عن الصنم والوشن شرك مطلقا ولو سأل عنهم ما يسأل عن الناس الا دياء لاننا نقول للصنم والوشن حكم آخر حيث امر الله بالاجتناب عنها وامر بكسرهما واحواقهما فالسائل عنهما ولو

سأل ما يسأل من الاحياء كانه معظم لهما وقد  
قد منا ان ادنى التعظيم لما يعبد المشركون غير  
الملائكة والانبياء والصلحاء من عباد الله والشعائر التي  
بقيت حرمتها في ديننا كفر وادواح الانبياء والاولياء  
ليست من قبيل الاصنام والادوان بل هي من جنس  
الملائكة واشرف منها فتقام على الملائكة لاعلى  
الاصنام والادوان التي هي رخص له

”سوال: بت یا دش سے سوال کرنا مطلقاً شرک ہے اگرچہ وہ چیراگی جائے  
جو زندوں سے مانگی جاتی ہے (پھر تم کیسے کہتے ہو کہ جو چیز زندگی میں مانگی جاسکتی  
ہے وہ انبیاء و اولیاء کی روحوں سے بھی مانگی جاسکتی ہے؟)

جواب: صنم اور دش کا حکم الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اجتناب  
اور انہیں توڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ جو شخص ان سے سوال کرتا ہے اگرچہ وہ چیز  
مانگی جو زندوں سے مانگی جاتی ہے، وہ ان کی تعظیم کرتا ہے اور ہم اس سے  
پہلے بتا چکے ہیں کہ ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور وہ شعائر جن کی عزت ہمارے  
دین میں ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ جن چیزوں کی مشرک عبادت کرتے ہیں  
ان کی معمولی تعظیم بھی کفر ہے۔ انبیاء و اولیاء کی روحیں، اصنام اور اوثان  
کے قبیلے سے نہیں ہیں، بلکہ یہ ملائکہ کے قبیلے سے ہیں یا ان سے اعلیٰ ہیں، لہذا  
ان ارواح کو فرشتوں پر قیاس کیا جائے گا نہ کہ اصنام و اوثان پر جو سراپا  
نحاست ہیں۔“

بسم الله الرحمن الرحيم

## توسل

لغت میں کسی شے کو مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا توسل کہلاتا ہے۔ شرعی طور  
پر ایسی چیز کو دعا کی قبولیت کا ذریعہ بنانا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و منزلت رکھتی ہو تو توسل ہے  
بارگاہ الہی میں اعمال صالحہ اور ذوات صالحہ دونوں ہی مقبول اور محبوب ہیں، لہذا دونوں کو  
وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔

قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما  
سے ایک شخص نے پوچھا: توسل کے حوازی پر کیا دلیل ہے؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ  
”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو“

اس شخص نے کہا کہ آیت میں تو وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا:  
”ہمارے اعمال مقبول ہیں یا مردود؟“ اُس نے کہا: ”مجھے کیا معلوم؟“ حضرت نے فرمایا:  
”حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں یا نہیں؟“ اُس نے  
کہا: ”یقیناً مقبول ہیں۔“ آپ نے فرمایا: جب اعمال صالحہ کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے، جن کی  
قبولیت مشکوک ہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ کیوں نہیں بنا سکتے جو یقیناً مقبول

ہیں۔“

## اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اعمال اور ذوات کو وسیلہ بنانا

ترمذی شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:  
انزل اللہ علی امانین وماکان اللہ ليعذب بهم  
وانت فیہم وماکان اللہ معذب بہم وہم یستغفرون  
اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دو تحفظ نازل فرمائے ہیں:

(۱) وَمَاكَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اِنْ كُوْذِبَ  
نہیں دے گا، جب تک اے حبیب! تم ان میں موجود ہو۔

(۲) وَمَاكَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (اللہ تعالیٰ  
ان کو عذاب دینے والا نہیں، جب تک وہ استغفار کرتے ہیں

پہلی آیت میں مذاب سے محفوظ رہنے کا وسیلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات  
کو اور دوسری آیت میں عمل استغفار کو قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
رب اشعث مدفوع بالابواب لواقسم علی اللہ

لا بترہ رواہ مسلم

”بہت پرانہ بالوں والے جنہیں دروازوں سے واپس کر دیا جاتا ہے اگر قسم دے کہ  
اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دے (مسلم شریف)

حضرت مصعب ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

لے محمد بن یحییٰ ترمذی، امام، ترمذی شریف، ابواب التفسیر، ص ۳۹

لے شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ شریف (صحیح ایم سیہ کینی کراچی) ص ۴۶

هل تنصرون وتزقون الا بضعفائکم (رواہ البخاری)

”حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کو فرماتے ہوئے سنا،

الابدال یكونون بالشام وهم اربعون رجلا کلمات  
رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بہم الغیش  
وینتصرون علی الاعداد ویصرفون عن الابدال  
بہم العذاب۔

”ابدال شام ہی میں ہوں گے۔ یہ پالیس مرد ہوں گے، ان میں سے  
ایک جب فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرما دے گا  
ان کی برکت سے بارش دی جائے گی۔ ان کے وسیلے سے دشمنوں پر مدد طلب  
کی جائے گی اور ان کی بدولت اہل شام سے عذاب دفع کیا جائے گا۔“

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم رسول اکرم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایغونی فی ضعفائکم فانما تزقون او تنصرون  
بضعفائکم (رواہ ابو داؤد)

”تم اپنے ضعیفوں میں میری رضا طلب کرو کیونکہ تمہیں ضعیفوں کی بدولت رزق ہی  
دیا جاتا ہے یا فرمایا کہ تمہیں امداد دی جاتی ہے۔“

لے شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۶

لے ایضاً ص ۵۸۲-۳

لے ایضاً (باب فضل الفقراء) ص ۴۷

ایک تو وہ ضعیف ہیں جو ناداری کا شکار ہیں۔ دوسرے وہ جو عبادت و ریاضت کی کثرت کی وجہ سے لاغر و نزاریں۔ دوسری قسم کے لوگ دو لیار کرام و وسیلہ نصرت و رحمت بننے کے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت امیہ بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

راوی ہیں:

”اِنَّكَ اَنْ يَسْتَفْتَحَ بِصُعَالِيكَ الْمُهَاجِرِينَ رِوَاةٌ فِي شَيْخِ السُّنَنِ  
”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دُعا مانگا کرتے تھے۔“

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

وقال ابن الملك بان يقول اللهم انصرنا على الاعداء  
بحق عبادك الفقراء المهاجرين

”ابن الملك فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح دُعا مانگتے تھے، اے اللہ اپنے فقیر اور مہاجر بندوں کے طفیل ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد عطا فرما۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستی ہیں۔ فقراء، مہاجرین کا وسیلہ پیش کرنے کا باعث برگزیدہ نہیں کہ آپ وسیلے کے محتاج ہیں، بلکہ شکستہ خاطر اور ستم رسیدہ صحابہ مہاجرین کی عزت افزائی ہے اور امت مسلمہ کو یہ بتانا ہے کہ بارگاہ الہی میں دُعا کرتے وقت میرے غلاموں کا وسیلہ بھی پیش کر سکتے ہو۔ سبحان اللہ! جس ذات قدس کے غلاموں سے توسل کیا جاسکتا ہے۔ خود اس ذات مکرم سے توسل کیوں جائز نہ ہوگا؟

مشکوٰۃ شریف ص ۴۴

لے شیخ ولی الدین، امام:

مرقاۃ المفاتیح (مکتبہ امدادیہ ماتان) ج ۱۰ ص ۱۳

لے علی بن سلطان محمد نقادی:

اس گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ بارگاہ الہی میں صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہے بلکہ مقبول بارگاہ صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔

## سید عالم محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے، ولادت مبارکہ کے بعد، حیات طیبہ ظاہرہ میں، وصال کے بعد عالم برزخ کی مدت میں اور میدان قیامت میں جائز اور واقع ہے۔ لے

علامہ ابن قیم کہتے ہیں:

لا سبيل الى السعادة والفلاح لا في الدنيا ولا في الآخرة  
الا على ايدى الوصل ولا ينال رضاء الله البستت  
الا على ايدى هم لے

”دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح رسولان گرامی کے ہاتھوں ہی مل سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کی ہرگز مستحضر ہو سکتی ہے۔“

## ولادت باسعادت سے پہلے توسل

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
لما اُتِرف اُمّ الخطيئة قال يا رب اسألك بحق محمد  
لما غفرت لي فقال الله يا ادم وكيف عرفت محمداً  
ولم اخلقه؟ قال يا رب لما خلقتني بيديك ونفخت  
في من روحي دفعت رأسي على قوائم العرش

لے الشیخ حسن العدوی الحمزادی، مشارق الانوار فی فوائد الاعتبار (المطبعة الشریفة مصر) ص ۵۹

لے ابن القیم الجوزیہ، زاد المعاد ج ۱ ص ۲۸

مکتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله فعملت انك  
لم تضيف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله  
صدق يا ادم انه لاحب الخلق الي ادعني بحقه  
فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك هذا  
حديث صحيح الاسناد له

”جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے دُعا مانگی اے  
میرے رب! میں تجھ سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے  
دُعا مانگتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تم نے  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا؟ حالانکہ میں نے انہیں ابھی  
پیدا بھی نہیں کیا، عرض کیا: میرے رب! جب تو نے میرا جسم اپنے دستِ قدرت  
سے بنایا اور میرے اندر روحِ خاص پھونکی تو میں نے سراٹھایا کیا دیکھتا ہوں  
کہ عرش کے پاویں پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھا ہوا ہے  
میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس سستی کا نام لکھا ہوا ہے جو  
تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم! تو نے  
پہلے کہا وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ تم مجھ سے ان کے وسیلے  
سے دُعا مانگو، میں نے تمہاری مغفرت فرمادی۔ اگر محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔“

اہل کتاب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے  
وسیلے سے فتح و فخر کی دُعائیں مانگا کرتے تھے اور اپنی مرادیں پاتے تھے۔

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں،

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کانت یہود خیر تقال  
غطفان فلما التقوا هن مت یہود خیر فعاذت الیہود

لہ الحاکم الشافعی : المستدرک کتاب التاریخ (دار الفکر بیروت) ج ۲ ص ۶۱

بہذا الدعاء فقالت : اللهم انا نسألك بحق محمد النبي  
الامی الذي وعدتنا ان تحجنا في آخر الزمان الا  
نصوتنا عليهم قال فكانوا اذا التقوا دعوا بهذا الدعاء  
فهنوا غطفان فلما بعث النبي صلى الله عليه وسلم  
كفروا به فانزل الله عز وجل وكانوا من قبل يستفتحون  
على الذين كفروا یعنی بك یا محمد مدد

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ خیر کہ بنوی قبیلہ  
غطفان کے ساتھ حالتِ جنگ میں رہتے تھے۔ ایک مقابلے میں یہودی شکست  
کھا گئے، تو انہوں نے یہ دُعا مانگی: اے اللہ! ہم تجھ سے نبی اتی محمد مصطفیٰ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل دُعا مانگتے ہیں جنہیں تو نے آخری زمانے  
میں ہمارے پاس بھیجے گا وعدہ کیا تھا، تو ہمیں غطفان کے خلاف ہماری مدد  
فرما! اب وہ مقابلے کے وقت یہ دُعا مانگتے تھے، چنانچہ انہوں نے غطفان  
کو شکست دے دی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے  
تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔  
وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا۔ یہودی  
اس سے پہلے کافروں کے خلاف فتح کی دُعائیں مانگا کرتے تھے۔ یعنی  
اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے وسیلے سے۔

## حیات ظاہرہ میں توسل

امام طبرانی معجم کبیر اور معجم اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
لے محمد بن ابی بکر بن قیس الجوزی (دم ۸۵۵ھ) : ہدایۃ الحیاری فی اجوبۃ الیہود والنصارى (الجامع الفوری) ص ۶۱



سے راوی ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت ابویوب انصاریؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور ایک سیاہ قام غلام کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ جب لحد تک پہنچے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس لحد کھودی اور اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی، جب فارغ ہوئے تو اس قبر میں لیٹ گئے، پھر یہ دعا پڑھائی:

اللہ الذی یحبی ویسمیت وھو حی لا یموت اغفر  
لاحقی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیہا مدخلھا  
بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک  
ارحم الراحمین۔

”اللہ تعالیٰ زندگی اور موت دیتا ہے، وہ زندہ ہے، اس کے لیے موت نہیں میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے۔ اپنے نبی اور مجھ سے پہلے نبیوں کے طفیل اس کی قبر کو وسیع فرما۔ بیشک تو سب سے بڑا رحم والا ہے۔“  
اس حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں اور دیگر انبیاء کے وصال کے بعد بارگاہ الہی میں وسیلہ پیش کرنا ثابت ہے۔

علامہ نور الدین سمہودی فرماتے ہیں:

وقد یکون التوسل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
بطلب ذالک الامر بمعنی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
قادر علی التسبب فیہ بسؤالہ وشفاعتہ الی ربہ فیعود  
الی طلب دعائہ وان اختلفت العبارة ومنہ قول  
القائل لہ اسألك مرافقتک فی الجنة الحدیث

لے نور الدین علی بن احمد اسمہودی (دم ۹۱۱ھ) وفات دار امیاء التراث العربی بیروت ج ۴ ص ۸۹

لا یقصد بہ الا کون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبباً وشفاعاً  
”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ ایک چیز آپ سے طلب کی جاتی ہے مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ بارگاہ الہی میں دعا شفاعت کے ذریعے سبب بننے پر قادر ہیں۔ اس کا مال یہ ہوگا کہ آپ سے دعا کی درخواست ہے، اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ اسی قسم سے صحابی حضرت ربیعہ کی درخواست ہے: اسألك مرافقتک فی الجنة (الحدیث) میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کی درخواست کرتا ہوں۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ آپ اس مقصد کے لیے سبب اور سفارش نہیں۔“

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں:

وانک ادنی المرسلین وسیلۃ  
الی اللہ یا ابن الاکومین الاطایب  
وکن لی شفیعاً یومر لا ذو شفاعة  
بمعن فتیلا عن سواد بن قارب

”طیب وکرم حضرات کے فرزند! آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام رسولوں سے زیادہ قریب وسیلہ ہیں۔“

آپ اس دن میسے شفیع ہوں گے جس دن کوئی شفاعت کرنے والا ہووے۔  
بن قارب کو کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکے گا۔“

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپسی پر جعرانہ تشریف فرما ہوئے  
اس وقت قبیلہ ہوازن کے بچوں اور عورتوں میں سے چھ ہزار قیدی آپ کے ہمراہ تھے۔

لے نور الدین علی بن احمد اسمہودی، وفات دار امیاء التراث العربی بیروت ج ۴ ص ۸۹

لے عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب النہدی، مختصر سیرۃ الرسول (مکتبہ سفلیہ لاہور) ص ۶۹

اونٹوں اور بکریوں کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا۔ ہوازن کا ایک وفد مشرف بہ اسلام ہو کر حاضر بارگاہ ہوا۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہم پر احسان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، قیدیوں اور اموال میں سے ایک چیز پسند کر لو، انہوں نے عرض کیا، ہمیں قیدی محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا، جو قیدی میرے ہیں یا جو عبدالمطلب کے ہیں، وہ تمہارے ہیں۔ باقی جو تقسیم ہو چکے ہیں، ان کے لیے یہ طریقہ اختیار کرو:

وَإِذَا مَا أَنَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ بِالنَّاسِ فَقُومُوا فَقُولُوا  
إِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَى الْمُسْلِمِينَ وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فِي  
أَبَائِنَا وَنِسَائِنَا فَسَأَعْطِيكُمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَاسْأَلْ لَكُمْ  
”جب میں لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ لوں، تو تم کھڑے ہو کر کہنا ہم رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے ہماری شفاعت  
فرمائیں اور مسلمان ہماری شفاعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کریں۔ ہمارے  
بیٹوں اور عورتوں کے حق میں، تو میں تمہیں اس وقت عطا کر دوں گا اور تمہاری سفارش  
کروں گا۔“

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اکثر صحابہ نے عرض کیا جو کچھ ہمارے پاس ہے، وہ حضور کا  
ہے۔ باقی صحابہ سے آپ نے وعدہ فرمایا کہ ہر قیدی کے بدلے، پہلے مال غنیمت سے چھ  
اونٹیاں دی جائیں گی، اس طرح ہوازن کو تمام قیدی مل گئے۔

اسی موقع پر حضرت زبیر بن عذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) نے عرض کیا،  
أَمَّنْ عَلَيْكَ رَسُولَ اللَّهِ فِي كَرَمِ  
فَاتَاكَ الْمَرْءُ تَرْجُوهُ وَنَتَقَطُّهُ

نہ عبد الملک بن ہشام (م ۲۱۳ھ) السیرۃ النبویہ (مع الروض الالف) مکتبہ نازقیہ عمان، ص ۲۴  
نہ عبد الرحمن بن عبد اللہ السبکی، الروض الالف (مکتبہ فاروقیہ، عمان، ج ۲ ص ۲۶)

”یا رسول اللہ! ہم پر احسان اور کرم فرمائیں۔ آپ وہ انسان ہیں، جن کے  
احسان کی ہم توقع رکھتے ہیں اور منتظر ہیں۔“

قبیلہ بنو بکر اور خزاعہ کی جنگ اسلام سے پہلے چلی آرہی تھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر  
بنو بکر، قریش کے حلیف بن گئے اور خزاعہ بنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بنو بکر نے  
صلح کا یہ موقع غنیمت جانا اور قریش کی مدد سے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار کی، عمرو بن سلم خزاعی  
چالیس افراد کو ساتھ لے کر بنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امداد حاصل کرنے کے لیے  
مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوئے۔

امام طبرانی معجم صغیر میں راوی ہیں کہ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
فرماتی ہیں،

انما سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
يقول في متوضئته ليلا، لبيك لبيك (ثلاثا) نُصَوِّرَتْ  
نُصَوِّرَتْ (ثلاثا) قلت يا رسول الله سمعتك تقول في  
متوضئتك لبيك لبيك ثلاثا نُصَوِّرَتْ نُصَوِّرَتْ ثلاثا  
كانك تكلم انسانا فعمل كان معك احد؟ فقال هذا  
سراج بن كعب يستصرخني ويزعمران قريشا امانت  
عليهم بنى بكر (الى ان قالت) قالت فاقبنا ثلاثا  
ثم صلى الصبح بالناس، فسمعت الراجز يندشد - له  
”انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو خانے میں تین مرتبہ  
لَبَيْكَ کہی اور تین مرتبہ نُصَوِّرَتْ (تمہاری امداد کی گئی) فرمایا۔ میں نے عرض  
کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو تین مرتبہ لَبَيْكَ اور تین مرتبہ نُصَوِّرَتْ

فرماتے ہوئے سنا جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے ہوں، کیا وضو خانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ نے فرمایا: یہ بنو کعب کا رجز خواں مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی امداد کی ہے۔ تین دن کے بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی، تو میں نے سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا؟

یہ بھی صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے بارگاہ رسالت میں فریاد کی اور ان کی فریاد سنی گئی۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں کہ میرے لیے مینائی کی دُعا فرمائی جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دُعا کرتا ہوں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا دُعا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرو اور یہ دُعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتُوْجِہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ  
یا مُحَمَّد اِنِّیْ تَوَجَّعْتُ بِکَ اِلَیْ رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هَذِهِ  
لِتَقْضِیَ اللّٰهُمَّ شَفْعَہٗ فِیَّ۔ لے

”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ پوری کر دی جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔“

لے ابو عبد اللہ اہل اکم انبیاء پوری، المستدرک (دار الفکر، بیروت) ج ۱، ص ۵۱۹  
نوٹ: ترمذی شریف، ابواب الدعوات (فرد محمد کراچی) ص ۱۵ پر بھی یہ حدیث موجود ہے لیکن اس میں لفظ یا محمد مذکور نہ کیا گیا ہے۔ شاید اس حدیث کو کبھی عقیدہ توحید کے مخالفت سمجھا گیا ہے۔ ۱۲ قادری

امام طبرانی کی روایت میں ہے کہ اسی ہی ہم و میں۔ چٹھے تھے، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ صاحب تشریف لائے، ان کی مینائی بجالا رہی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

اہل مدینہ قحط میں مبتلا ہو گئے، تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بارش کی دُعا کی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ درود بارش شروع ہو گئی۔ مدینہ منورہ کے آس پاس کے لوگوں نے حاضرین کی شکایت کی کہ ہم تو ڈوب جائیں گے۔ آپ نے دُعا کی اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش ہویم پر نہ ہو۔ پچنانچہ بادل آس پاس سے اس طرح ہٹ گیا، جیسے تلخ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوَادِرْکَ الْبُوطَالِبُ هَذَا الْیَوْمَ لَسُوْۤہُ فَقَالَ لَہٗ  
اَصْحَابَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَسَدْتُ لِقَوْلِہٖ  
وَ اَبِیْضُ یَسْتَسْقِی الْغَنَامُ بِوَحْشِہٖ  
ثَمَّ اِلَیْ تَامِیْ عَصْمَہٗ لِلَا مَلِ  
فَقَالَ اَجَلٌ لَہٗ

”اگر ابوطالب اس دن کو پاتے، تو انہیں خوشی ہوتی۔ ایک صحابی نے عرض کیا حضور! آپ کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف ہے،  
گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی جاتی ہے۔ یتیموں اور ناداروں کے ملجا و ماویٰ! فرمایا: ہاں!“

حضرت مالک الدار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غازی (راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قحط واقع ہو گیا۔ ایک صاحب حضرت بلال بن عمارث مزی بنی اللہ تعالیٰ عنہ چھالی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار انور پر حاضر ہوئے اور عرض کی:

يا رسول الله استسقى لامتك فانهم قد هلكوا  
 "يا رسول الله! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیے کیونکہ وہ لوگ ہلاک ہوئے جا رہے ہیں۔"

قال فاتاه النبي صلى الله عليه وسلم في المنام وقال  
 امت عمر فحمرة ان يستسقى للناس فانهم سيسقون  
 وقل له عليك الكيس الكيس فاتي الرجل عمر فاخبره  
 قال فبكى عمر وقال يا رب ما آلاؤ الاما عجزت عنه  
 "خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ لوگوں کے لیے بارش کی دعا کریں، انہیں بارش دی جائے گی اور انہیں کہو کہ احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے رہو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ حضرت عمر رو دیے۔ اور کہا یا اللہ! میں اپنی بساط بھر کو تباہی نہیں کرتا۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو خلافت میں ۳۷ھ میں پھر قحط واقع ہوا، جسے عام الزامہ کہتے ہیں۔ حضرت بلال بن عمارث مزی بنی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی قوم بنو مزینہ نے کہا ہم مرے جا رہے ہیں کوئی بھری ذبح کیجئے۔ فرمایا: بکریوں میں کچھ نہیں رہا۔ اصرار پڑھا تو انہوں نے بھری ذبح کی۔ جب اس کی کھال اتاری تو نیچے سے سرخ بڑی نکلی

## وصال کے بعد توسل

امام قسطلانی، ابن مزین سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع ملی تو روتے ہوئے مامٹر ہوئے اور چیرۃ النور سے کپڑا اٹھا کر یوں عرض کرنے لگے:

ولوان موتك كان اختيارا لجددنا لموتك بالنفوس  
 اذكونا يا محمد عند ربك ولنكن من باليك - له  
 "اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کے وصال کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ حضور! اپنے رب کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ہمارا خیال ضرور رکھنا۔"

ایک صاحب کسی مقصد کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کرنا چاہتے تھے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ انہوں نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا: وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو، اللہم ائنی استسقاء الخ

انہوں نے یہ عمل کیا نہ صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی اور انہوں نے ان کی حاجت پوری کر دی، بلکہ فرمایا: جب کوئی کام بتو میرے پاس آجانیے صاف داپسی پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور شکریہ ادا کیا کہ آپ کی سفارش سے میرا کام ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سفارش بالکل نہیں کی۔ میں نے تو تمہیں دو عمل بتایا تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو تعلیم فرمایا تھا۔ (ملخصاً) ۱۷

یہ دیکھ کر حضرت بلال مزنٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریاد کی،

فتادی یا محمد! فلما امسئ فی المسام  
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ ابشر بالحیۃ  
”اور پکارا یا محمد! رات ہوئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرما رہے ہیں کہ تمہیں زندگی مبارک ہو۔“

جنگ یمامہ میں میلہ کذاب کے ساتھ فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی جبکہ مسلمانوں  
کی تعداد کم تھی۔ مقابلہ بہت شدید تھا۔ ایک وقت نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے  
کے پاؤں اکھڑنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار تھے۔ انہوں نے  
یہ حالت دیکھی،

نادی بشعار المسلمین وكان شعارهم يومئذ  
یا محمد! لے

”تو انہوں نے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ ناک، اس دن مسلمانوں کی  
علامت تھی یا محمد! لے

حضرت ابو عبیدہ ابن عامر الجراح نے حضرت کعب بن ضمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)  
کو ایک ہزار افراد کے ہمراہ علب کا بازہ لینے کے لیے روانہ کیا۔ جب وہ علب کے قریب پہنچے  
تو یوقنا پانچ ہزار افراد کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ مسلمان جم کر لڑے، اتنے میں پیچھے چھپے ہوئے  
پانچ ہزار افراد کے لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس خطرناک صورت حال نے مسلمانوں کو بے حد  
پریشان کر دیا۔ حضرت کعب بن ضمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اٹھائے ہوئے بلند آواز سے  
پکارا:

لے حافظ ابن کثیر

لے ایضاً

یا محمد! یا محمد! یا نصر اللہ انزل لے

”یا محمد (دوبار) اے اللہ کی امداد، نزول فرما۔“

مسلمان ان کے گرد جمع ہو گئے اور کمال ثبات قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔  
فتح یمنا کے موقع پر ایک دفعہ جب رات بھر جنگ ہوتی رہی، اُس وقت مسلمانوں کا  
شعار (علامتی نشان) تھا۔

یا محمد! یا محمد! یا نصر اللہ انزل لے

ابو الجوزاء حضرت اوس بن عبد اللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا۔  
اہل مدینہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا،  
انظر واقبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاجعلوا

منہ کوا الی السماء حتی لا یكون بینہ وبين السماء

سقف قال ففعلوا فمطر وامطر حتی نبت العشب

وسمنت الابل حتی تفتتقت من الشحم فسمی عام الفتح

”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو دیکھو اور آسمان کی طرف

اس کا روشن دان کھول دو تاکہ اس کے اور آسمان کے درمیان چھت حاصل

نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اتنی بارش ہوئی کہ سبزہ اگا، اونٹ موٹے ہو گئے

اور چربی کی زیادتی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ گئے۔ چنانچہ اس سال کا

نام ہی عام الفتح رکھ دیا گیا۔“

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سو گیا

لے محمد بن عمر الواقدی

لے ایضاً

لے عبداللہ بن عبد الرحمن الدارمی، (م ۲۵۵ھ) سنن دارمی (داراللمی، مصر)

لے ایضاً



کاش آپ ہماری فریاد سن لیں؟“

یا محمد ادا! یا محمد ادا! صلی علیک اللہ و ملک السماء  
 هذا احسین بالحر اء منزله بالدماء مقطوع الاعضاء  
 یا محمد ادا! وبناتک سبا یا و ذریعتک مقتلة تسفی  
 علیہا الصبا — قال فابکت کل عدو و صديق له  
 ”اے بہت ہی تعریف کیے ہوئے! ادا (دو مرتبہ) اللہ تعالیٰ آپ پر  
 رحمتیں نازل فرمائے اور آسمانی فرشتے درود بھیجیں، یہ عظیم میدان میں ہیں،  
 خون میں نہاتے ہوئے، اعضاء کٹے ہوئے۔ یا محمد! ادا! آپ کی بیٹیاں  
 حراست میں ہیں، آپ کی اولاد شہید کر دی گئی۔ باد صبا ان پر مٹی اڑا رہی ہے۔  
 راوی کہتے ہیں ان کی کیر سوز فریاد نے ہر اپنے اور بیگالے کو زلادیا۔

امت مسلمہ — اور توکل

اجماع صحابہ

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
بارش کی دُعا اس طرح مانگا کرتے تھے :-

”اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص کا پاؤں  
 ہو گیا، تو آپ نے اسے فرمایا: ”اس ہستی کو یاد کرو جو ہمیں سب انسانوں سے  
 زیادہ محبوب ہیں۔“ اس نے کہا: ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پاؤں صبح ہو گیا۔“  
 ”بتیم بن عدی کہتے ہیں کہ بنو عامر نے بصرہ میں اپنے جانور کھیتی میں چرائے انہیں طلب  
 کرنے کے لیے حضرت موسیٰ اشعری (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما) کی طرف بھیجے گئے۔ بنو عامر  
 نے بلند آواز سے اپنی قوم آل عامر کو بلایا تو حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) اپنے  
 رشتہ داروں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے انہیں حضرت ابو موسیٰ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے  
 پوچھا: آپ کیوں نکلے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی قوم کی پکار سنی تھی۔ حضرت ابو موسیٰ  
 اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں تازیانے لگائے۔ اس پر حضرت نابغہ (صحابی) رضی اللہ عنہ  
 نے کہا:۔“

فان تك لابن عفان امينا  
ويا قبر النبي وصاحبيه  
فلم يبعث بك البر الامينا  
الا يا غوثنا الوثمة غوثنا

له البرزگرياسی بن شرف النودی، امام؛ الاذکار (مصطفی البانی الحنبلی مصر)، ص ۲۱  
عنه ایضاً " " "

سأ ابن عبد البر النمري القرطبي (م ٤٦٣هـ) الاستيعاب على الاسماء (دار صادر بيروت) ج ٣، ص ٥٨٤

عن انس بن مالك ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه  
كان اذا قُطِطوا استسقى بالعباس بن عبد المطلب رضى الله عنه  
فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك بنينا صلى الله عليه وسلم  
فتسقيننا وانا نتوسل اليك بعمر بنينا فاستقنا قال فيسقون  
”حضرت انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں  
مبتلا ہو جاتے تو حضرت عمر فاروق، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے  
وسیلع سے بارش کی دعا کرتے اور عرض کرتے بار اہل! ہم تیری بارگاہ میں تیرے  
نبی کے محترم چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہمیں سیراب فرما، تو انہیں بارش  
عطا کر دی جاتی۔“

ابن قیمیہ اور ان کے مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بجائے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کیا۔  
اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وصال کے بعد توسل جائز نہیں،  
یہ کھلا ہوا مغالطہ ہے۔

۱۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ بارگاہ الہی میں صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا  
ہی جائز نہیں، بلکہ ذوات صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے اور اس پر صحابہ کرام کا  
اجماع ہے، کیونکہ یہ دعا صحابہ کرام کے اجتماع میں مانگی گئی اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا  
جبکہ تمہیں اس سے انکار ہے۔

۲۔ اگرچہ حضرت عباس وہ برگزیدہ ہستی ہیں کہ خود ان کا وسیلہ بھی پیش کیا جاسکتا تھا،  
لیکن حضرت عمر فاروق نے یوں عرض کیا کہ یا اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرنے ہیں  
تو دراصل یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ ہے۔

لے محمد بن اسماعیل البخاری، امام، صحیح البخاری (نور محمد، کراچی) ج ۱، ص ۱۳۷

علامہ بدر الدین عینی کی نقل کردہ روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے منبر پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی، پھر حضرت عباس نے جو ان  
کے ساتھ منبر تشریف فرما تھے۔ ان الفاظ میں دعا کی،

اللهم لعل ينزل بلاء الا هذنب ولم يكشف الابتوبة  
وقد توجه بنى القوم اليك لمكاني من نبيك - لے  
”اے اللہ! بلا ہلکا ہوں کے سبب ہی نازل ہوتی ہے اور تو یہ ہی سے دور ہوتی  
ہے۔ یہ لوگ میرے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ میرا تیرے نبی سے  
تعلق ہے۔“

حافظ ابن عبد البر، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں،  
وروينا من وجوه عن عمر انه خرج يستسقى وخرج معه  
بالعباس فقال اللهم انا نتقرب اليك بعمر نبيك  
صلى الله عليه وسلم ونستشفع به فاحفظ فيه لنبيك  
صلى الله عليه وسلم كما حفظت الغلامين لصلاح ابائهم  
”ہمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد روایات پہنچی ہیں کہ وہ حضرت  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ استسقاء کے لیے نکلے اور دعا کی اے اللہ!  
ہم تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے تیرا قرب پا رہتے ہیں،  
ان کو شفیع بناتے ہیں۔ پس تو ان میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رعایت  
فرا جائیے تو نے دو بچوں کی ان کے باپ کی نیکی کے طفیل حفاظت فرمائی  
(کہ ان کی گرتی دیوار سیدھی کر دی)

لے بدر الدین محمود عینی، علامہ، عمدۃ القاری (محمد امین دہج بیروت) ج ۷، ص ۳۲  
لے ابن عبد البر النمري، القطري، استيعاب (دار صادر بیروت) ج ۳، ص ۹۹

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا کرنا دراصل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی سے توسل ہے۔

۳۔ بارگاہِ خداوندی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا تو مسلم تھا ہی، حضرت فاروق اعظم نے حضرت عباس کا وسیلہ پیش کر کے بتلادیا کہ توسل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ آپ کے قربت دار اور اہل صلاح امتیوں کا وسیلہ بھی پیش کیا جاسکتا ہے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔ امتی کو وسیلہ نہیں بنا سکتے۔

حضرت سلیم بن عامر خباری راوی ہیں،

ان السماء تحطت فخرج معاوية بن ابی سفيان رضي الله عنه واهل دمشق يستقون فلما قعد معاوية على المنبر قال اين يزيد بن الاسود الجوشى؟ قال فناداه الناس فاقبل يتخطى فامرہ معاوية فصعد المنبر فقعد عند رجليه فقال معاوية اللهم انا نستشفع اليك اليوم بخيرنا وفضلنا اللهم انا نستشفع اليك بيزيد بن الاسود الجوشى يا يزيد ارفع يدك الى الله فرفع يزيد ورفع الناس ايديهم فما كان اوشك ان تارت سحابة في المغرب وهبت له اريح فسقيننا حتى كاد الناس لا يتصلون الى مناخر لهم يله

”بارش نہیں ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل دمشق بارش کی دعا کے لیے باہر نکلے۔ جب حضرت امیر معاویہ منبر پر بیٹھے، تو فرمایا:-

یزید بن الاسود الجوشی کہاں ہیں؟ لوگوں نے انہیں لکھایا تو وہ چلا گئے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر وہ منبر پر چڑھے اور ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ حضرت امیر معاویہ نے دعا مانگی، اسے اللہ! آج ہم بہتر اور افضل شخصیت کی سفارش ہمیش کرتے ہیں۔ اسے اللہ! ہم تیری بلگاہ میں یزید بن الاسود بن الجوشی کی سفارش پیش کرتے ہیں۔

یزید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے، لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی) اچانک مغرب کی طرف سے ایک بادل اٹھا ہوا چلنے لگی اور زوردار بارش شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو گھروں تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔“

اس اجتماع میں صحابہ کرام بھی موجود ہیں، تابعین بھی حاضر ہیں۔ ان میں سے کسی نے ایک مرد صالح کے وسیلے سے دعا مانگنے پر اعتراض نہیں کیا۔ یہ بھی ان حضرات کا جواز توسل پر اجماع ہے۔

## توسل اور ائمہ اربعہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں،

يا مالکي كن شافعي في فاقتي      اني فقير في الوزى لغناك  
يا اكرم الثقلين يا كنز الوزى      جدلى بجموعك وارضى بجزاك  
انا طامع بالجموع منك ولم يكن      لابي حنيفة في الانام سواك

”اے میرے مالک! آپ میری حاجت میں شفیع ہوں،

میں تمام مخلوق میں آپ کے غنا کا فقیر ہوں۔“

”لے جتن و انس سے زیادہ کریم! اے مخلوق کے خزانے!

مجھ پر احسان فرمائیں اور اپنی رضا سے مجھے راضی فرمادیں۔“

”میں آپ کی بخشش کا اُمیدوار ہوں، اور آپ کے سوا مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی نہیں“

حضرت امام مالک مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں۔ منصور بن عوباد کے غلیفہ ثانی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی زیارت کے لیے حاضری دی تو حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: اے ابو عبد اللہ! میں قبلہ رخ ہو کر دُعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رخ کروں۔ امام مالک نے فرمایا:

ولم تصون وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلتك  
ابيك ادم الى الله تعالى بل استقبله واستشفع به  
فيشفعه الله فيك - لہ

”تم اپنا چہرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں پھیرتے ہو؟ مالک کہہ  
آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرا اور تیرے عہد امجد سیدنا آدم علیہ السلام کا وسیلہ  
ہیں، بلکہ آپ کی طرف رخ کر، آپ سے شفاعت کی درخواست کر اللہ تعالیٰ  
تیرے بارے میں آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔“

تعجب ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں بہت سے لوگوں کو کعبہ شریف کی طرف پاؤں  
پھیل کر سوتے ہوئے دیکھا گیا ہے، انہیں کوئی منع نہیں کرتا، لیکن بارگاہ رسالت میں صلوات و  
سلام عرض کرنے والوں کو باصرار کہا جاتا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دُعا مانگو اور اللہ تعالیٰ  
کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پشت کر لو۔ فیما للعجب  
والی اللہ المشتكى۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لے قاضی میاض مالکی، امام، اشعار (فاروقی کتب خانہ، ملتان) ج ۲، ص ۳۳

آل النبی ذریعتی وھم الیہ وسیلتی

اس جوابہم اعطی غذا بیدی الیہین معیفتی

”آل نبی میرا ذریعہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ ہے۔“

مجھے اُمید ہے کہ ان کے وسیلے سے مجھے قیامت کے دن نامہ اعمال  
دائیں ہاتھ میں دیے جائے گا۔“

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے  
دُعا مانگی، تو ان کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ کو تعجب ہوا۔ امام احمد نے فرمایا:  
ان الشافعی كالشمس للناس وكالعافية للبدن  
امام شافعی کی مثال اس ہے جیسے لوگوں کے لیے سورج اور بدن کے لیے صحت

## توسل — اور ائمہ اعلام

مسئلہ توسل کے بارے میں علماء اسلام کے اقوال اور واقعات کو جمع کیا جائے تو ایک مہربان  
کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اختصار کے پیش نظر چند علماء اسلام کے ارشادات نقل کیے جاتے ہیں،  
امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۵۰۵ھ) آداب السفر میں فرماتے ہیں:

ویدخل فی جملة زیارة قبور الانبیاء علیہم السلام  
وزیارة قبور الصحابة والتابعین وسائر العلماء و  
الاولیاء وکل من یتبرک بمشاهدة فی حیاتہ یتبرک  
بزیارۃ بعد وفاتہ ویجوز شد الرحال لھذا الغرض رتہ

لہ احمد بن محمد الحنفی (م ۴۶۲ھ) الصواعق المحرقة دکنیہ القاہرہ مصر ص ۱۸۰

لہ یوسف بن اسماعیل البہانی، شواہد الحق (مصطفیٰ البابی، مصر) ص ۱۶۶

لہ ابیہام محمد بن محمد غزالی، الامام، احیاء علوم الدین (دار المعرفۃ، بیروت) ج ۲، ص ۲۴۷

”سفر کی دوسری قسم میں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ تابعین اور دیگر علماء و اولیاء کے مزارات کی زیارت بھی داخل ہے۔ زندگی میں جس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ وفات کے بعد بھی اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ امام ابن الحاج جو علماء متشددین میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اولیاء کرام، انبیاء عظام اور خصوصاً حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل اور استغاثہ کا طریقہ شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ ذیل میں چند اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں:

اگر میت عوام الناس میں سے ہے تو اس کی قبر کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی جانب بیٹھ کر میت کی طرف رخ کرے۔ پیچھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر جہاں تک ممکن ہو میت کے لیے دعا کرے:

و كَذَلِكَ يَدْعُو عِنْدَ هَذِهِ الْقُبُورِ عِنْدَ نَازِلَةِ نَزْلَتِ جِبِ  
اَوِ بِالْمُسْلِمِينَ وَيَتَضَرَّعُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِى زَوَالِهَا  
كَشْفِهَا عَنْهُمْ وَعَنْهُمْ لَه  
”اسی طرح ان قبور کے پاس جا کر دعا کرے۔ جب زائر پر یا مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑائے کہ اس مصیبت کو زائر اور مسلمانوں سے دور فرمائے۔“

تقریر توسل باہل تلك المقابر اعنى بالصالحين منهم  
فى قضاء حوائجہ ومخضرة ذنوبہ ثم يدعوا لنفسه  
ولو والديه ولشأنه ولا قاربه ولا هل تلك المقابر  
ولا موات المسلمين ولا حيائهم وذريتهم الى يوم  
الدين ولعن غائب عنه من اخوانه ويجأ الى الله تعالى

بالدعاء عندهم ويكثر التوسل بهم الى الله تعالى لان سبحانه  
اجتباهم وشرفهم وكرمهم فكما نفع بهم فى الدنيا  
ففى الآخرة اكثر فمن اراد حاجة فليذهب اليهم و  
يتوسل بهم فانهم الواسطة بين الله تعالى وخلقه۔  
وقد تقرر فى الشرع وعلم ما للهِ تعالى بهم من  
الاعتناء وذلك كثير مشهور وما زال الناس من العلماء  
والاكار كابر كابر عن كابر مشرقا ومغربا يتبركون بزيارة  
قبورهم ويجدون بركة ذلك حسا ومعنى لہ

”پھر اپنی حاجتوں کے برآئے اور گناہوں کی مغفرت میں اولیاء کرام کا وسیلہ  
پیش کئے، پھر اپنے لیے والدین، مشائخ اور اقرباء کے لیے، ان اہل قبور کے لیے اور زندہ مردہ ماسلمانوں  
اور قیامت تک آنے والی ان کی اولادوں کیلئے اور جو بھائی غائب ہیں ان سب کے لیے دعا کرے۔“

اور ان اولیاء کرام کے پاس کھڑا ہو کر عاجزانہ بارگاہ الہی میں دعا کرے اور کثرت  
سے ان کا وسیلہ پیش کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب فرمایا ہے اور  
انہیں شرافت و کرامت سے نوازا ہے۔ جس طرح دنیا میں ان کے ذریعے نفع  
عطا فرمایا ہے۔ آخرت میں اس سے زیادہ نفع ہے۔ جو شخص کسی حاجت کا ارادہ  
کرے، تو وہ ان حضرات کے پاس جائے اور ان کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ وہ  
اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔

شریعت میں ثابت اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کتنی عزت افزائی  
فرماتا ہے اور یہ بکثرت ہے اور مشہور ہے۔ علماء مشرق و مغرب کے عظیم اکابر  
مزارات اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں اور حتیٰ اور منوی



طور پر اس کی برکت پاتے رہے ہیں۔

پھر شیخ امام ابو عبد اللہ بن النعمان رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:  
تحقق لذوی البصائر والاعتبار ان زیارة قبور  
الصالحین محبوبۃ لاجل التبرک مع الاعتبار فان  
بوکۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتہم کما کانت فی  
حیاتہم والدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بہم  
معمول بہ عندہم انما المحققین من ائمتۃ الدین  
» ارباب بصیرت و اعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات  
کی زیارت برکت اور عبرت حاصل کرنے کے لیے محبوب ہے، کیونکہ اولیاء کرام  
کی برکت ان کی (ظاہری) زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری ہے۔  
اولیاء کرام کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا، ہمارے علمائے  
محققین، ائمہ دین کا معمول ہے۔

اس کے بعد انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات پر حاضری دینے کے  
بارے میں مشرعاتے ہیں:

واما عظیم جناب الانبیاء والرسل صلوات اللہ و  
سلامہ علیہم اجمعین فیأتی الیہم الزائر ویتعین  
علیہ قصدہم من الاماکن البعیدۃ، فاذا جاء الیہم  
فلیتصف بالذل والانکسار والمسکنۃ والفقۃ الحاجۃ  
والاضطرار والخضوع، ویحضر قلبہ وخطرۃ الیہم  
والی مشاہدۃ تہم بعین قلبہ لابعین بصرہ، لا فہم لایہلون

لہ ابن الحاج، امام، المدخل ۱۵، ص ۲۲۹

ولا یتغیرون ثم یشئ علی اللہ تعالیٰ بما ہواہلہ  
ثم یصلی علیہم ویترضی عن اصحابہم ثم یرحم  
علی التابعین لہم باحسان الی یوم الدین ثم یتوسل  
الی اللہ تعالیٰ ۰ ہم فی قضاء ما ربه ومغفرۃ ذنوبہ  
ویستغیث بہم ویطلب حوائجہ منہم ویجزم الاجابۃ  
ببرکتہم ویقوی حسن ظنہ فی ذالک فانہم باب  
اللہ المفتوح۔

وجرت سنتہ سبحانہ وتعالیٰ فی قضاء الحوائج علی  
ایدیہم وبسببہم ومن یجزع عن الوصول الیہم  
فلیرسل بالسلام علیہم ویذکر ما یحتاج الیہ من  
حوائجہ ومغفرۃ ذنوبہ واسترعیوبہ الی غیر ذالک  
فانہم السادات الکوام والکرام لایردون من سألہم ولا من  
توسل بہم ولا من قصدہم ولا من لجأ الیہم لہ  
» انبیاء و مرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظیم بارگاہ میں زائر حاضر ہو اور اس پر  
لازم ہے کہ دور دراز سے ان کا قصد کرے۔ جب ان کی بارگاہ میں حاضر ہو تو  
عاجزی، انکاری، فقر وفاقہ، حاجت و اضطرار اور فروتنی سے موصوف ہو اپنے  
دل اور خیال کو ان کی بارگاہ میں حاضر کرے اور سر کی آنکھ سے نہیں دل کی آنکھ  
سے ان کی زیارت کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ انبیاء کرام کے اجسام مبارک میں  
ہوسیدگی اور تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد و ثناء کئے  
انبیاء کرام پر درود بھیجے، ان کے اصحاب کے لیے رضائے الہی کی دعا کرے

اور قیامت تک اصحاب کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لیے عالمے رحمت کرے  
پھر اپنی حاجتوں کے برائے اور گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی  
بارگاہ میں انبیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے، ان کی بدولت امداد کی درخواست  
کرے اور اپنی حاجتیں ان سے طلب کرے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے  
دُعا مقبول ہوگی اور اس سلسلے میں تمام تر خیر ظن سے کام لے، کیونکہ یہ حضرات  
اللہ تعالیٰ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادتِ کریمہ جاری ہے کہ اُن کے سبب اور ان کے ہاتھوں پر  
حاجتیں برکتاً سے جو شخص ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے، وہ ان کی بارگاہ میں  
سلام بھیجے اور اپنی حاجتوں، گناہوں کی مغفرت اور عیوب کی پوشیدگی وغیرہ کا  
ذکر کرے، کیونکہ یہ حضرات سادات کرام ہیں اور کریم سوال کرنے والے وسیلہ  
پکڑنے والے، قصد کرنے اور پناہ لینے والے کو رو نہیں کرتے۔

## حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل

اور امام ابن الحجاج

واما فی زیارة سید الاولین والآخرین صلوات اللہ  
علیہ وسلامہ فکل ما ذکر یزید علیہ اعتناء یعنی  
فی الانکسار والذل والمسکنة لانه الشافع المشفع  
الذی لا ترد شفاعة ولا یخیب من قصده ولا من  
نزل بسا حة ولا من استعان او استغاث به اذانه  
علیہ الصلوٰۃ والسلام قطب دائرة الکمال وعود

## ملکۃ اللہ۔

فمن توسل به واستغاث به او طلب حوائجہ منه فلا  
یرد ولا یخیب لما شهدت به المعاینۃ والآثار ویمتاج  
الی الادب الکلی فی زیارۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقد  
قال علماءنا رحمۃ اللہ علیہم ان الزائر یشعر نفسیاً بانہ  
واقف بین یدیه علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ہو فی حیاتہ  
اذ افرق بین موتہ وحیاتہ اعنی فی مشاہدۃ لامتہ  
ومعرفۃ باحوالہم ونیاتہم وعن ائمتہم وخواطرہم  
وذلك عندہ جلی لاخفاء فیہ۔ لہ

”حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت میں مذکور ہوا  
امور یعنی عاجزی، انکساری اور مسکنت میں کمی گناہ افزا کرے، کیونکہ آپؐ مقبول  
الشفاعة شفیع ہیں، جن کی شفاعتِ رزق نہیں کی جاتی۔ آپؐ کا قصد کرنے والا آپؐ  
کے دربار میں حاضر ہونے والا آپؐ سے استعانت و استغاثہ کرنے والا محروم  
نہیں لڑایا جاتا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائرہ کمال کے قطب اور  
ملک الہی کے دُولہا ہیں۔

جو شخص آپؐ کا وسیلہ پکڑتا ہے یا آپؐ کے ذریعے مدد طلب کرتا ہے اپنی حاجتیں  
طلب کرتا ہے وہ محروم نہیں کیا جاتا۔ مشاہدہ اور آثار اس پر شاہد ہیں۔ آپؐ کی  
زیارت میں کامل ادب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ  
زائر یوں محسوس کرے کہ میں آپؐ کے سامنے کھڑا ہوں جیسے کہ آپؐ کی حیات  
ظاہرہ میں تھا کیونکہ آپؐ کی موت اور حیات میں فرق نہیں ہے۔ آپؐ اُمت کا

مشاہدہ فرماتے ہیں اور اُن کے احوال، نیتوں، ارادوں اور خیالات کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے، اس میں کوئی خفا نہیں ہے۔ ابھی امام ابن الحجاج کی یہ عبارت گوری ہے،

فمن اراد حاجة فليذهب اليهم ويتوسل بهم فانهم الواسطة بين الله تعالى وخلقه له

”جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے وہ اولیاء کرام کے موالات پر جائے اور ان کا وسیلہ پڑے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں“ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

قيل اذ تحيرتم في الامور فاستعينوا من اهل القبور له  
”کہا گیا ہے کہ جب تم مختلف امور میں حیران ہو جاؤ تو اہل قبور سے استعانت کرو“  
یعنی اہل قبور کے وسیلے سے دعا کرو، اللہ تعالیٰ مراد میں بر لائے گا۔

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

اعلم انه يجوز ويحسن التوسل والاستعانة والتشفع بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم الى وية سبحانه وتعالى وجواز ذلك وحسنه من الامور المعلومه لكل ذي دين المعروفة من فعل الانبياء والمرسلين وسير السلف الصالحين والعلماء والعوام من المسلمين ولم ينكر احد ذالك من اهل الاديان ولا سمع به في من من الازمان حتى جاء ابن تيمية فتكلم في ذالك بكلام

لہ ابن الحجاج، امام،

المدخل

ص ۲۲۹

لہ علی بن سلطان محمد القاری: شرح مسند امام غزالی (طبع مجتہداتی، مدنی، ص ۱۱۵)

يلبس فيه على الضعفاء والاعماس۔ لہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل، استعانت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست جائز اور مستحسن ہے۔ اس کا جواز اور حُسن، ان امور میں سے ہے جو ہر مومن کو معلوم ہے اور انبیاء و مرسلین، سلف صالحین، علماء اور عامۃ المسلمین کا طریقہ ہے، کسی دین والے نے اس کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی کسی زمانے میں یہ انکار ہوتا گیا۔ یہاں تک ابن تیمیہ آیا اور اُس نے اس میں کلام کیا۔ ضعیف اور ناواقف لوگوں کے لیے تمبیس سے کام لیا۔“

علامہ ابن حجر عسقلانی بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں،

يا سيدي يا رسول الله قد شرفت

قصائدی بسمديج قد رصفا

مدحتك اليوم اسجوا الفضل منك غذا

من الشفاعة فالحظكم بجماطرنا

بكمر قوسل بوجوالعفو من نزل

من خوفه جفنه العاصي لقد ذرفنا

”میرے آقا! اے اللہ کے رسول! آپ کی مرع میں کہے ہوئے میرے قصیدے شرافت والے ہو گئے ہیں۔“

”ہج میں نے آپ کی نعت کہی ہے اور کل مجھے آپ سے شفاعت کی امید ہے وہاں مجھے بھی نظر میں رکھیے۔“

”بندۂ گنہگار نے آپ کا وسیلہ پکڑا ہے، اُسے امید ہے کہ لغزشیں معافی کرمی جائیں گی، خوف کے سبب اس کی ہلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔“

لہ تقی الدین سبکی، امام، شفا السقام (مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ص ۱۶۰)

لہ یوسف بن اسماعیل النہانی، المجموعۃ النہانیہ (دار العرفۃ، بیروت، ج ۲، ص ۳۹۱)

توسل۔ اور اہل حدیث کے مسلم علماء

واظہر لی الاسرار وعرفنی بنفسہ وامدنی امدانا  
عظیما اجمالیا وعرفنی کیف استمد بہ فی حوائجی  
”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ پر اسرار ظاہر فرمائے اور مجھے خزان  
چیزوں کی پہچان کرائی اور میری بہت بڑی اجمالی امداد فرمائی اور مجھے بتایا کہ  
میں اپنی حاجتوں میں آپ سے کس طرح مدد مانگوں۔“

اپنے قصیدہ الطیب النغم کی شرح میں فرماتے ہیں،  
فصل اول در تشبیب بذکر بعض حوادث زمان کہ در آن حوادث للہ است  
اذا استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے  
”پہلی فصل میں بہ طور تشبیب زمانے کے وہ حوادث بیان کیے جاتے ہیں،  
جن میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح النور سے استمداد ضروری ہے“  
قصیدہ الطیب النغم میں عرض کرتے ہیں،

وصلیٰ ملک اللہ یاخیر خلقہ      ویاخیر مأمول ویاخیر واهب  
 ویاخیر من یرجی لکشف رزقہ      ومن جودہ قد فاق جود السحاب  
 وانت مجیر من ہر دم ملئہ      اذا نشبت فی القلب شئ من الخالب  
 ”اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اے تمام مخلوق سے بہتر!  
 بسک بہترین جائے اُمید! اور اے بہترین مہربان! اے اے!

لا سبیل الی السعادة والفلاح لا فی الدنیا ولا فی  
الآخرۃ الا علی ایدی الرسل (الی ان قال) ولا  
ینال رضاء اللہ البتۃ الا علی ایدیہم لہ  
”دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح صرف رسولانِ گرامی کے ہاتھوں ہے  
اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان ہی کے ہاتھوں ہے۔“

علامہ ابن تیمیہ اپنے رسالہ التوسل والوسیتہ میں لکھتے ہیں کہ صحابہ مہاجرین و انصار کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُعا صحیح اور اہل علم کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے۔ حضرت فاروق اعظم نے حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے وسیلے سے دُعا مانگی۔

هذا دعاء اقرأه علي جميع الصحابة لم ينكر عليه احد

له ابن ابيتم المجدني، زاد المعاد مصطفي الباني مصر الطبعة الثانية ج ١، ص ١٥

۱۷ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، فیوض الحرمین (محمد سعید ایڈیشن، کراچی) ص ۸۶

۱۰۰ ابیضا الطیب انعم (مطبع مجتہانی، دہلی، ص ۲

الحمد لله

" " "

ص ۲۲

مع شہرتہ و هو من اظم الاموال الاقتراس یترو  
ودعا بمشله معاویۃ بن ابی سفیان فی خلافتہ  
”یہ وہ دعا ہے جسے تمام صحابہ نے برقرار رکھا اور کسی نے اس پر انکار نہیں  
کیا، سلا کبریٰ و عاشور ہے۔ یہ واضح ترین اجماع اقراری ہے، لہٰذا ہی دُعا  
حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے دور خلافت میں باطنی معنی  
قاسمی شوقانی اپنے رسالہ الذرائع النضیہ میں لکھتے ہیں:

ان التوسل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون فی حیاتہ  
وبعد موتہ و فی حضورہ و مغیبتہ۔ انہ قد ثبت التوسل  
بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حیاتہ و قد ثبت التوسل  
بغیرہ بعد موتہ باجماع الصحابة۔

”حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل آپ کی حیات میں بھی صحابہ  
وصال کے بعد بھی، آپ کی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی، حضور اکرم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ سے توسل ثابت ہے۔  
آپ کے وصال کے بعد دوسروں سے توسل ثابت ہے۔“

نواب صدیقی حسن خاں مجوہالی عرض کرتے ہیں:

یا سیدی یا عمر و قی و وسیلتی یا عذتی فی شدۃ و ریحاء  
قد جئت ہابک ضاراً متضرراً متاؤھا بتنفس صعداء  
مالی و راعک مستغاث فلا حین یا رحمتہ للعالمین بکافی

لے محمد عبدالرحمن، تحفۃ الاخویٰ خیر ترمذی ج ۲، ص ۲۸۲

لے ایضاً، ” ” ” ” ”

لے وحید الزمان، نواب، شامیہ ہدیۃ المہدی (اسلامی کتب خانہ سواکھڑ، ص ۷۰)

”اے میرے آقا! اے میرے سہارے، میرے وسیلے،

سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے۔“

”میں آپ کے دروازے پر اس حال میں حاضر ہوا ہوں کہ میں

ذلیل ہوں، گڑگڑا ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔“

آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جس سے مدد مانگی جاسکتے۔

اے رحمتہ للعالمین امیری آہ و بکا پر رحم فرمائیے۔“

نواب وحید الزمان لکھتے ہیں:

ولیت شعری اذا جاز التوسل الی اللہ بالاحمال  
الصالحۃ فیقاس علیہا التوسل بالصالحین ایضاً  
قال الجنزی فی الحصن فی آداب الدعاء منہا ان یتوسل  
الی اللہ تعالیٰ بانبیائہ والصالحین من عبادہ۔

”جب کتاب و سنت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش  
کرنا جائز ہے، تو اس پر اولیاء کرام کے توسل کو قیاس کیا جائے گا۔ علامہ  
جزری، حصن حصین میں فرماتے ہیں دُعا کا ایک ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ  
کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کیا جائے۔“

توسل — اور علماء دیوبند

مولوی محمد تاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اپنے قصائد قاسمی میں  
عرض کرتے ہیں:

لے وحید الزمان، نواب، ہدیۃ المہدی ص ۲۸



”ایسے کلمات کو نظم یا نثر درود کرنا مکروہ تنزیہی ہے، کفر و فسق نہیں ہے۔“  
مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صا  
کو لکھتے ہیں :-

”آپ میری لغزش پر رحم فرمائیں اور اے مخلوق کی شفاعت کرنے والے اللہ تعالیٰ بارگاہ میں شفاعت فرمائیں۔“

۱۱۴

۶ رشید احمد گنگوہی : فتاویٰ رشیدیہ (محمد سعید اینڈ سنز کراچی) ص ۶۹

”آقا! آپ کے دربار کے علاوہ میرا کوئی سہارا نہیں!

آخر میں صحابہ و تابعین کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں“

استعينوا لعاجز مضطر شتموا ذيلكم الى المدة  
”ما جزو مضطر کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب کریں اور مدد کے لیے

تیار ہو جائیں۔“

## توسل — اور عالم اسلام کے موجودہ علماء

فاضل علامہ مولانا محمد عاشق الرحمن قادریؒ نے اپنی تالیف مجاہدیت کا حرف حقانیت میں پاک و ہند اور دیگر ممالک کے علماء سے حاصل کردہ ایسے فتاویٰ جمع کر دیئے ہیں جو مسئلہ توسل سے متعلق ہیں۔ اس کتاب کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں،

### خطیب بغداد

حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع مسجد بغداد کے امام اور مدرس مولانا عبدالکریم محمدؒ توسل کے جائز ہونے پر دلائل پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں،

فكيف يبقى مجال انكار التوسل بذوات الرسل عليهم  
الصلوة والسلام فالتوسل بهم وبالاولياء الكرام و  
باعمالهم الصالحة وما عمل نفوس الداعين كل ذلك حق

لے اشرف علی تھانوی؛ ضمان تکمیل فی زمان التعمیل (طبع بمبئی دہلی) ص ۷۲  
لے محمد عاشق الرحمن قادری؛ حرف حقانیت ص ۴۵ - ۴۳

مشروع ولا ينكره الا جاهل غبي اخترف عن  
طرق الرشده واجماع المسلمين وما راها المسلمون  
حسنا فهو عند الله حسن له

”پس رسولان گرامی علیہم السلام کی ذوات مبارکہ سے توسل کے انکار کی کجیائش کیسے رہ جائے گی؟ ان سے اولیاء کرام، ان کے اعمال صالحہ اور دُعا کرنے والے کے اپنے اعمال سے توسل، سب حق اور مشروع ہے۔ اس کا انکار وہ جاہل اور غبی ہی کرے گا جو راہ ہدایت اور مسلمانوں کے اجماع سے برگشتہ ہو جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔“

اس جواب پر جرن علماء نے تصدیق و مستحفظ فرمائے ہیں، ان کے اسماء یہ ہیں:

مولانا محمد نمر، خطیب جامع مسجد قادریہ، بغداد شریف

مولانا نوری سیاب، امام جامع مسجد قادریہ، بغداد شریف

مولانا رشید حسن، بغداد شریف

مولانا محمد شیخ عبدالقادر، امام و خطیب مقام البوہیخ، بغداد شریف  
کلینیہ الشریعہ، بغداد کے استاذ علامہ احمد حسن لہ فرماتے ہیں،

فان الله تعالى هو الموثوق في كل شيء وبناء على  
هذه العقيدة فلا مانع شرعا في التوسل بالانبياء  
عليهم الصلاة والسلام مطلقا بل ان التوسل  
لا يدخل بالتوحيد كما لا تخل الشفاعة بالتوحيد  
”ہر شے میں توکل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس عقیدے کی بناء پر انبیاء کرام علیہم السلام

لے محمد عاشق الرحمن قادری؛ مجاہدیت کا حرف حقانیت و کتابہ الجیب لہ آبن ص ۴۱  
لے ایضاً ص ۴۵ - ۴۳

سے توسل میں شرعاً بزرگ کوئی مانع نہیں ہے، بلکہ شفاعت کی طرح توسل بھی توحید کے منافی نہیں ہے۔

حماۃ شام کے جلیل القدر عالم مولانا محمد علی تحریر فرماتے ہیں،  
واذا کان التوسل مشروعاً بالاعمال الصالحة دون معارض وهي مخلوقة مع كونها لا ندري هل تلك الاعمال - متبولة ام لا؟ فكيف لا يجوز التوسل بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهو افضل مخلوق ومقبول لدى الله تعالى في حياته وبعد وفاته باعتبار احياء وتعرض عليه اعمالنا ذاتها كما ورد - له

”جب اعمال صالحہ سے توسل جائز ہے اور اس کا کوئی مخالف نہیں ہے حالانکہ یہ مخلوق ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ اعمال مقبول ہیں یا نہیں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کیوں جائز نہ ہوگا؟ جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مخلوق سے افضل ہیں، اپنی ظاہری حیات میں بھی اور وصال کے بعد بھی کیونکہ آپ زندہ ہیں اور ہمارے اعمال آپ کے سامنے ہمیشہ پیش کیے جاتے ہیں ایسے کہ احادیث میں وارد ہے۔“

خطیب شام حماۃ شام کے علامہ عبدالعزیز طہماز مدرس و خطیب جامع سلطان فرماتے ہیں:

واذا كانت الشفاعة ليست شرکاً فالوسيلة ايضا ليست شرکاً لانها بمعناها فصحى ليست سوى مكانة يتفضل بها على من يشاء من عباد الله الطهارا الفضلة

لے محمد عاشق الرحمن قادری، حروف حقانیت، ص ۱۱

سُبْحَانَهُ عَلَى عَبْدِهِ، قَالَ سُبْحَانَهُ فِي حَقِّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا (الانبیاء) افلا يكون خاتم الرسل والانبیاء وجیہا عند اللہ سُبْحَانَهُ؟ لے  
”جب شفاعت شرک نہیں ہے، تو وسیلہ بھی شرک نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے۔ وسیلہ کا مطلب اس کے علاوہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبد مکرم پر احسان کو ظاہر کرنے کے لیے اس مقام کی بدولت جس بندے پر چاہتا ہے فضل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ انبیاء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے: وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا کیا انبیاء و رسل کے خاتم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز نہیں ہوں گے؟

حماۃ شام کے مفتی علامہ صالح النعمان، خطیب جامع مدینہ لکھتے ہیں:  
وقد اجمعت الامة على جواز التوسل اذا صحت العقيدة واجماع الامة حجة شرعية كما قال عليه السلام لا تجتمع امتي على ضلالة اماما يدعيه بعض الغلاة من الوهابية بان حكم التوسل انه شرعي فلا دليل عليه شرعاً ولا عقلاً

توسل کے جائز ہونے پر امت کا اجماع ہے، بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو اور امامت امت حجت شرعیہ ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت اگر ایسی متفق نہ ہوگی۔ بعض غالی و بابی جو دعویٰ کرتے ہیں کہ توسل شرک ہے تو اس پر شرعی یا عقلی کوئی دلیل نہیں ہے۔

لے محمد عاشق الرحمن قادری، حروف حقانیت، ص ۱۱

لے ایضاً، ص ۱۱

۱۸ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کلام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو تسلی اور آپ کی طرف متوجہ ہونے سے ان کی مراد آپ کی خواہشات کو وسیلہ بنانا ہے۔ امت مسلمہ انبیاء و اولیاء سے ان کی ظاہری حیات میں اور وصال کے بعد ہر دور میں تسلی کرتی رہی ہے۔

جاکتا انڈونیشیا کی مرکزی مجلس اتحاد مبلغین کے صدر شیخ احمد مخدوم فرماتے ہیں،  
 و اقول ان التوسل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 جائز فی کل قبل خلقه وبعد خلقه فی مدۃ حیاته  
 فی الدنیا وبعد موته فی مدۃ البرزخ وبعد الموت  
 فی عرصات القیامۃ والجنۃ  
 ”میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل ہر حال میں جائز ہے  
 آپ کی ولادت باسعادت پہلے، ولادت کے بعد حیات ظاہری میں، وصال  
 کے بعد جب تک کہ آپ عالم برزخ میں رہیں گے اور قبروں سے اٹھائے  
 جانے کے بعد قیامت اور جنت کے میدانوں میں۔“

ندوة العلماء لکھنؤ کے ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ مولوی محمد ربان الدین نے علامہ ابوالحسن علی ندوی کے ایماء پر ایک استفتاء کے جواب میں یہ فتویٰ صادر کیا :

”انبیاء و مسلمین علیہم الصلوٰۃ والسلام اصحاب اولیاء صالحین سے توسل کرنا جن کی فضیلت، تقویٰ اور عدالت و ولایت پر اتفاق ہے، ایمان ہے کفر نہیں ہے، اور میرے نزدیک جائز ہے، ممنوع نہیں ہے اور جو شخص اپنی حاجتوں کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان حضرات کا وسیلہ پیش کرتا ہے، وہ مومن ہو کر ہے مشرک نہیں اور اس کی تمام عبادتیں صحیح ہیں۔“

الحمد لله رب العالمين	محبہ حقانیت	ص ۱۵
نہایت	" "	ص ۱۷

ان الاعتقاد بالتوسل بالانبياء ليس شركاً  
فالتوسل ليس بمشرك فخرجوا الله تعالى ان يتقبل  
اعماله الصالحة من الصلوة والحج وغيرهما  
"انبياء سے توسل کا عقیدہ رکھنا شرک نہیں ہے، لہذا وسیلہ پکڑنے والا  
مشرک نہیں ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال صالحہ نماز، حج  
وغیرہ کو قبول فرمائے گا۔"

### دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے شیخ نظام الدین نے متعدد احادیث نقل  
کرنے کے بعد لکھا:  
اُن عبارتوں سے معلوم ہوا اور واضح ہوا کہ یہ لوگ نہ تو مشرک ہیں اور نہ یہ  
فعل شرک ہے۔ ان کے روزے، نماز، حج، زکوٰۃ سب مثل دیگر مسلمانوں  
کے جائز و صحیح ہیں۔ لے

### شیخ عبدالعزیز بن باز

سعودی عرب کے ادارہ بحوث اسلامیہ و افتاء کے رئیس شیخ عبدالعزیز بن باز  
نے باز نے مولانا محمد عاشق الرحمن قادری الہ آبادی کے استفتاء کے جواب میں ۲۰ ذی الحجہ  
۱۴۰۰ھ کو پہلے سے لکھا ہوا ایک جواب بھیجا، جس میں اولیاء کرام سے توسل کی چار قسمیں  
بیان کی ہیں، خلاصہ درج ذیل ہے،

لے محمد عاشق الرحمن قادری: حرف حقانیت، ص ۱۶۱  
لے ایضاً، " " " " ص ۱۶۴

۱) زندہ ولی سے درخواست کی جائے کہ میرے لیے رزق کی دعوت عرض  
سے شفا یا ہدایت و توفیق کی دعا فرمائیں، یہ جائز ہے۔  
۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و اتباع  
اور محبت اولیاء کا وسیلہ پیش کیا جائے، یہ بھی جائز ہے۔  
۳) اللہ تعالیٰ سے انبیاء و اولیاء کے جاہ و منزلت کے وسیلہ سے دعا کرے  
یہ ناجائز ہے۔

۴) بندہ اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہوئے نبی یا ولی کی قسم  
دے یا یحییٰ نبیہ یا یحییٰ اولیاء کہے، تو یہ ناجائز ہے۔

الثالث، ان یسئال الله بجاه انبيائه او ولي من  
اوليائهم..... فهذا الايجوز.

الرابع، ان یسئال العبد دیر حاجتہ مقسمہ بولیہ  
او نبیہ او یحییٰ نبیہ او اولیائہ..... فهذا الايجوز  
اس فتویٰ پر نائب رئیس عبدالرزاق عقیفی اور ارکان مجلہ عبداللہ  
بن قویان کے دستخط ہیں۔

گزشتہ صفحات میں تیسری اور چوتھی قسم کا حکم صحابہ کرام اور علماء اسلام کے حوالے  
سے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس جگہ صرف اس قدر کہنا ہے کہ نجدی علماء اور مدۃ العلماء کے  
اراکین نے اپنے تمام تر تشدد کئے باوجود ان قسموں کو صرف ناجائز کہا ہے، شرک قطعاً  
نہیں کہا۔ مدعی لا کھ پہ بھاری سبے گواہی تیری

مسند توسل پر مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری مدظلہ کا ایک مبسوط اور مدلل  
عربی فتویٰ بھی "حرف حقانیت" میں شامل ہے جس میں بیسیوں مستند آخذ کے حوالہ بات



درج ہیں۔ یہ فتویٰ مکتبہ قادریہ لاہور کی طرف سے اردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔  
مکتبہ الاشیق، استانبول ترکیا کی طرف سے التوسل کے نام سے عربی میں چھپ چکا ہے۔

## السید یوسف السید ہاشم الرفاعی، کویت

حضرت شیخ سید احمد رفاعی کبیر قدس سرہ کی اولاد امجاد میں سے کویت کے معروف و  
عظیم المرتبت سکالر، سید یوسف ہاشم رفاعی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

والحاصل ان مذهب اهل السنة والجماعة صحة  
التوسل وجوازہ بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم في  
حياته وبعد وفاته وكذا بغيرة من الانبياء  
والمرسلين والاولياء والصالحين كما دلت  
الاحاديث السابقة ..... واما الذين يفرقون  
بين الاحياء والاموات حيث جوزوا بعض التوسلات  
بالاحياء لا للاموات، فهم القريبون من الزلل  
لانهم اغتبروا ان الاحياء لهم التأثير دون  
الاموات، مع انه لا تأثير ايجاديا لغير الله سبحانه  
وتعالى على الاطلاق وأما الافادة وفيض البركات  
والاستفادة من امرهم استفادة اعتيادية،  
وتوجه امر واحصم الى الله سبحانه وتعالى طالبين  
فيض الرحمة على ذلك المتوسل، فهو شئ حائز و  
واقع وخال عن كل خلل بدون الفرق بين الاحياء والاموات

لہ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی، الرد الحکم المینع د کویت ۱۹۸۴ء ص ۶-۸۶

”حاصل یہ کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی حیات ظاہرہ میں اور وصال کے بعد اسی طرح باقی انبیاء و  
مرسلین اور اولیاء و صالحین سے توسل صحیح اور جائز ہے جیسے کہ گذشتہ احادیث  
سے ثابت ہوا جو لوگ زندوں اور مردوں میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ  
زندوں سے توسل کی بعض قسمیں جائز ہیں اور جو وصال فرما چکے ہیں، ان سے جائز  
نہیں، وہ لغزش کے قریب ہیں، کیونکہ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ زندہ تاثیر کر سکتے ہیں  
مردے نہیں کر سکتے، حالانکہ ایجادی تاثیر اللہ تعالیٰ کے سوا مطلقاً کوئی بھی نہیں  
کر سکتا۔ رہا فائدہ دینا اور برکتیں عطا فرمانا اور ان کی روحوں سے عادی استفادہ  
اور ان کی روحوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف منوجہ ہو کر اس توسل کے لیے فیض رحمت  
کا طلب کرنا تو یہ جائز اور واقع ہے اور برخل سے خالی ہے، زندوں اور  
وصال یافتہ حضرات میں فرق نہیں ہے۔“

## حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے قیامت کے دن توسل!

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الحالة الثانیة بعد موته صلى الله تعالى عليه وسلم  
في عن صات القیامة بالشفاعة منه صلى الله تعالى عليه  
وسلم وذاك مما قام عليه الاجماع وتواترت  
الاجناس به۔ لہ

لہ تقی الدین السبکی، امام، شفاء السقام ص ۱۷۳

”دوسری حالت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد قیامت کے میدان میں آپ کی شفاعت طلب کی جائے گی۔ اس پر اجماع ہو چکا ہے اور احادیث حدیث کو پہنچ چکی ہیں۔“

## ارباب ولایت سے توسل

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے ملائقہ میں طریقہ شطاریہ صرف شیخ محمد غوث گوالیاری کے ذریعے سے رائج ہے، ورنہ ان سے پہلے یہ طریقہ زیادہ شہرت نہیں رکھتا تھا۔

و بالجملہ ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشید و ایشان بعمل آنچہ در جواہر خمسہ بہست اجازت دادند۔ لے  
”مختصر یہ کہ اس فقیر نے یہ خرقہ شیخ ابوطاہر کردی سے پہنا اور انہوں نے جواہر خمسہ کے اعمال کی اجازت دی۔“

اس کے بعد دوسندیں بیان کیں جو شیخ ابوطاہر سے شیخ محمد غوث گوالیاری تک پہنچتی ہیں، بعد ازاں فرماتے ہیں،

ایں فقیر در سفر حج چؤل بہ لاہور رسید و دست دوست یوسن شیخ محمد سعید لاہوری یافت ایشان اجازت دوعائے سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ و سند خود بیان کردند و ایشان دریں زمانہ یکے از اعیان مشائخ طریقہ آسنیہ و شطاریہ بودند۔ لے

لے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، انتباہ و کتب خانہ علویہ رضویہ فیصل آباد، ص ۸-۱۵۷

لے ایضاً، ص ۸-۱۵۷

”یہ فقیر سفر حج میں جب لاہور پہنچا اور شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی تو انہوں نے مجھے دعائے سیفی کی اجازت دی۔ بلکہ جواہر خمسہ کے تمام اعمال کی اجازت دی اور اپنی سند بیان کی، وہ اُس زمانہ میں طریقہ آسنیہ اور شطاریہ کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔“

اسی جواہر خمسہ میں یہ عمل بھی ہے،

فتوح ابواب اقبال کے واسطے ہر روز پانسو بار پڑھے،

ناد علیا مظهر العجائب تجدد عون الکی  
فی الثواب کل ہم وغم سینعلی بنبتوتک یا محمد  
و بولایتک یا علئی یا علئی یا علئی۔ لے

یہ ورد کیا ہے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت اور توسل ہے۔ اس میں اگر شرک کی کوئی بات ہوتی تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جواہر خمسہ کے اعمال کی اجازتیں لیتے؟ حضرت شاہ صاحب اور ان کے مشائخ اس شرک کو برداشت کرتے؟ ہرگز نہیں!

شیخ الاسلام شہاب الدین رملی کا عقیدہ ملاحظہ ہو،

سئل شیخ الاسلام الرملی عما یقع من العامة عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذالک فہل للمشاخ اغاثۃ بعد موتہم فأجاب بان الاستغاثة بالاولیاء والانبیاء والصالحین والعلماء جائزۃ فان لهم اغاثۃ بعد موتہم کحیاتہم فان معجزات الانبیاء کرامتہم للاولیاء۔ لے

لے شاہ محمد غوث گوالیاری، جواہر خمسہ (دارالاشاعت، کراچی) ص ۵۲

لے شیخ حسن العدوی الحمزاوی، مشارق الانوار (المطبعة الشریفہ مصر) ص ۵۹

”شیخ الاسلام رمل سے پوچھا گیا کہ عوام الناس جو سبوتوں کے وقت یا شیخ فلاں وغیرہ کہتے ہیں کیا شیخ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اولیاء، انبیاء، صالحین اور علماء سے استغاثہ جائز ہے کیونکہ وہ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں جیسے اپنی حیات میں امداد فرماتے تھے، اس لیے کہ انبیاء کے معجزے اولیاء کی کرامتیں ہیں۔“  
علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں:

فان قال القائل، هذه الصفات مختصة بالسولي  
سبحانه وتعالى فالجواب ان كل من انتقل الى الآخرة  
من المؤمنين، فهم يعلمون احوال الاحياء غالباً  
وقد وقع ذلك في الكثرة بحيث المنتهى من حكايات  
وقعت منهم ويحتمل ان يكون علمهم بذلك حين  
عرض اعمال الاحياء عليهم ويحتمل غير ذلك  
وهذه اشياء مغيبة عنا.

وقد اخبر الصادق عليه الصلوة والسلام بعض  
للاعمال عليهم فلا بد من وقوع ذلك والکیفیت  
فیه غیر معلومة، واللہ اعلم بها، وكفی فی هذا  
بیانا قوله عليه الصلوة والسلام المؤمن ينظر  
بنور الله، ونور الله لا يحجب شئ، هذا في  
حق الاحياء من المؤمنين، فكيف من كان منهم  
في الدار الآخرة۔ لہ

لہ ابن الحاج۔ امام،

الدرر، ج ۱، ص ۲۵۳

”اگر کوئی شخص کہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، تو اس کا  
جواب یہ ہے کہ وہ تمام مومنین جو آخرت کی طرف انتقال کر چکے ہیں، اکثر مشیر  
زندوں کے احوال جانتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے واقعات انتہائی کثرت کو  
پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ انہیں اس وقت علم بموجب نندوں  
کے اعمال ان پر پیش کیے جائیں۔ اس کے علاوہ بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے  
اور یہ چیزیں ہم سے مخفی ہیں۔“

نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اموات پر اعمال پیش  
کیے جاتے ہیں، لہذا اس کا وقوع ضروری ہے، البتہ کیفیت معلوم نہیں ہے،  
اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس حقیقت کے بیان کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کا یہ فرمان کافی ہے کہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نور کو  
کوئی چیز نہیں روک سکتی، یہ زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ ان مومنوں کا کب  
عالم ہوگا جو دار آخرت میں ہیں؟“

حضرت علامہ نے واضح طور پر بتا دیا کہ اس عقیدے میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں۔  
نیز جب زندہ مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے تو جو حضرات لگے جہان میں جا چکے ہیں،  
ان کی قوت اور اک نوا اور بھی بڑھ جائے گی۔

حضرت علامہ شیخ حسن العدوی الحمزاوی فرماتے ہیں:

وما يقع من بعض العوام من قولهم يا سيدي فلان  
مثلا ان قضيت لي كذا او شفيت لي مريض فلك علي  
كذا انهم من الجمل بالنسبة بکیفیت الطلب ولكن  
لا يعد كفر لانهم لا يقصدون بذلك الايجاد من  
الولي وانما يجعلونه في نياتهم وسيلة الى مولا هم

حيث كان المتوسط له به في اعتقادهم من اهل القرب  
والمحبة للخالق الا ترى انهم يكفون في اثناء  
كلامهم يا صاحب النفس الطاهر عند ربك المطلب  
لي من مولاي يفعل بي كذا فان ذلك دليل منهم  
على انفراد الله بالفعل وانه لا شئ للولي الا مجرد  
التسبب وانه لا يؤد المتوسط له لان القريب  
المحبوب لا يرد -

فهو من باب قوله صلى الله تعالى عليه وسلم رب  
اشعث اغبر ذى طمرين لو اقسم على الله لا برة و  
قد ذكر بعض العارفين ان الولي بعد موته اشد  
كرامة منه في حال حياته لا نقطاع تعلقه بالمخلوق  
وتجرد روحه للخالق فيكرمه الله بقضاء حاجة  
المتوسلين به له

”یہ جو بعض عوام کہتے ہیں یا سیدی فلاں مثلاً اگر آپ میری یہ مراد پوری کریں  
یا میرے مریض کو شفا دیں، تو آپ کے لیے میرے ذمے اتنی چیز ہے تو یہ  
مانگنے کے طریقے سے جہالت ہے رکبنا یہ چاہیے کہ یا اللہ فلاں بزرگ کے  
طفیل میری حاجت پوری فرما لیکن اسے کفر قرار نہیں دیا جائے گا، کیونکہ  
ان لوگوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ولی میرے مقصد کو پیدا کرے گا، ان کی تبت  
تو یہ ہوتی ہے کہ اس ولی کو بارگاہ الہی میں وسیلہ بنائیں، کیونکہ جس کا وسیلہ  
پیش کیا جا رہا ہے وہ ان کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کا مقرب اور محبوب ہے

لے شیخ حسن العدوی الحمزادی، مشارق الانوار، ص ۵۸

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی گفتگو میں بار بار اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اسے  
بارگاہ خدا میں پاکیزہ نفس والے اپنے رب سے درخواست کریں کہ میرا مقصد  
پورا فرما دے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک فاعل صرف  
اللہ تعالیٰ ہے، ولی صرف سبب اور وسیلہ ہے اور اس کا وسیلہ بنانے والا  
مردود نہیں ہوتا، کیونکہ محبوب اور مقرب کے سوال کو رد نہیں کیا جاتا۔

تو یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کے قبیلے سے ہے  
کہ کئی پرانہ بالوں والے گرد آلود جن کا سرمایہ حیات دو چادریں ہوں ایسے  
ہوتے ہیں کہ اگر قسم دے کر بارگاہ الہی میں کچھ عرض کریں تو اللہ تعالیٰ اُسے  
پورا فرما دیتا ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا، ولی کی زندگی کی نسبت، وصال  
کے بعد کرامت کا زیادہ ظہور ہوتا ہے، کیونکہ اس کا تعلق مخلوق سے منقطع ہو چکا  
ہے اور اس کی روح کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے، لہذا اللہ تعالیٰ ان کا  
وسیلہ پیش کرنے والوں کی حاجتیں پوری فرما دیتا ہے۔“

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت محمود غزنوی  
کے پاس حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جتہ مبارک تھا۔ سونبات کی جنگ  
میں ایک موقع پر نڈشہ ہوا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی۔ سلطان محمود غزنوی،  
اپنا ہاتھ کھڑے سے اتر کر ایک گوشے میں چلے گئے۔ وہ جتہ ہاتھ میں لے کر سجدے  
میں چلے گئے اور دعا مانگی،

”الہی بابر وئے خداوندی این خرقہ کہ مارا بریں کفار ظفروہ کہ ہر جہ از غنیمت  
می گیرم بدویشاں دہم شہ

”بار اہبا! اس جتے والے کے وسیلے سے ہمیں کاذبوں پر فتح عطا فرما جو  
کچھ مال غنیمت ہاتھ آئے گا، درویشوں میں تقسیم کر دوں گا۔“

ایک دشمن کی طرف سے شورا اٹھا اور تاریکی چھا گئی اور کافر آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور مختلف حصوں میں بٹ گئے، لشکر اسلام کو فتح حاصل ہو گئی۔ اس رات محمود غزنوی نے حضرت ابو الحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں فرماتے ہوئے سنا: اے محمود! بروئے خرقہ مابردی بردر گاہ حق کہ اگر دریاں ساعت و درخواستی جملہ کفار را اسلام دوزی کر دے۔

”محمود! تم نے دربار الہی میں ہمارے جتنے کی قدر نہ کی، اگر تم چاہتے تو تمام کافروں کے لیے اسلام کی درخواست کرتے۔“

فقیر جلیل حضرت علامہ ابن عابدین شامی، کتاب اللقطہ کے آخر میں ایک منہیہ (حاشیہ) میں فرماتے ہیں:

قرآن الیادی ان الانسان اذا ضاع له شیئی وامر ان یؤد الله سبحانه علیه فلیقف علی مکان عالٍ مستقبل القبلة ویقرأ الفاتحة ویهدی ثوابها للنبی صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم ثم یهدی ثواب ذالک لسیّدی احمد بن علوان ویقول یا سیدی احمد یا ابن علوان ان لم تره علی ضالّتی والا نزعتک من دیوان الاولیاء فان الله یرد علی من مال ذالک ضالّته ببرکته، اجمہوری مع زیادة کذا فی حاشیة شرح السنہج للدأودی رحمہ اللہ ۱۲۰ منہ لہ

”حضرت زیاد دی فرماتے ہیں کہ جب کسی انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس فرمادے تو بلند جگہ کھڑا ہو کر سورۃ فاتحہ پڑھے

اور اس کا ثواب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر سیدی احمد بن علوان کی خدمت میں پیش کرے اور کہے سیدی احمد! اے ابن علوان! اگر آپ میری گم شدہ چیز واپس نہ کی، تو میں آپ کا نام دفتر اولیاء سے خارج کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے وہ چیز واپس فرمادے گا۔ یہ علامہ اجمہوری کا کلام مع اضافہ ہے جیسے کہ داؤدی نے شرح منہج میں نقل فرمایا۔“

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدی زردوقی رحمہ اللہ تعالیٰ عشی بخاری کا تذکرہ بڑے شاندار انداز میں کیا ہے، فرماتے ہیں:

بالجملہ مروجہ جلیل القدر است کہ مرتبہ اذ فوق الذکر است و اواخر محققان صوفیاست کہ بین الحقیقتہ والشریعتہ جامع بودہ اند و بشاگردی او اجلہ علمائے مفتخر و مباہی بودہ اند مثل شہاب الدین القسطلانی و شمس الدین لقانی۔

اور اقصیہ ایست بہ طور قصیدہ جیلانیہ کہ بعض ابیات ادایت ہے

انا لعمیددی جامع لشتاتہ اذا ما سطا جور الزمان بنکبتہ وان کنت فی ضیق فکوب و حشنتہ فنا و بیا ذوق ات بسرطتہ

مختصر یہ کہ وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جن کا مرتبہ بیان نہیں کیا جاسکتا، وہ محققین صوفیہ کے آخری بزرگ ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا۔ بڑے بڑے علمائے مثلاً شہاب الدین قسطلانی اور شمس الدین لقانی نے ان کی شاگردی پونہ کیا۔

قصیدہ خوشیہ کے طریقے پر ان کا قصیدہ ہے، جس کے چند شعر یہ ہیں:



• میں اپنے مرید کے بھرے ہوئے حالات کو جمع کرنے والا ہوں، جب زمانے کی تندی اس پر کوئی مصیبت ڈھا دے۔

• اگر تو تنگی، تکلیف اور وحشت میں ہے، تو یا زروق پکار میں فوراً آ جاؤ گا!

اگر ان اشعار کو مشرکاً نہ قرار دیا جائے، تو شاہ عبدالعزیز اور ان کی سند سے وابستہ لوگوں کو کیا حکم ہوگا؟ جو یہ اشعار و صوم و حط لے سے نقل کر رہے ہیں۔

صاحب دُرِّ مختار کے استاذ علامہ خیر الدین رملی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

واما قولہم یا شیخ عبد القادر فہو نداء و اذا اذنیف الیہ شیئی اکراما للہ فما الموجب لمحنتہ (الی ان قال) ووجہ التکفیر بانہ طلب شیئی للہ وھو جل و علا غنی عن کل شیئی والکل محتاج الیہ وھذا لا یحتاج فی خاطر احد فان ذکرہ تعالیٰ للتعظیم کہا فی قولہ تعالیٰ فان للہ خمسہ ومثلہ کثیر لے "عامۃ المسلمین کا یا شیخ عبدالقادر کہنا مناسب ہے اور جب اس کے ساتھ شیعہ اللہ کا اضافہ کیا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم و رضا کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے اس کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے، اس کے کفر قرار دینے کی وجہ یہ بتانی جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر شے سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں اور یہ مطلب کسی کے تصور میں بھی نہیں آتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تعظیم کے لیے ہے جیسے ارشاد ربانی ہے، فان للہ خمسہ (الآیۃ) اس کی مثالیں بہت ہیں۔

## صلوۃ غوثیہ

شہباز لامکانی، محبوب سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ولی اور سرتاج اولیاء ہیں، ان کے وسیلے سے دُعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم نہیں رہتا۔

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

من استغاث بى فی کربة کشفث عنه ومن نادانی باسمى فی شدة فرجت عنه ومن قوسل بى الحی اللہ عز وجل فی حاجة قضیت لہ ومن صلتی رکعتین یقرأ فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدى عشرة مرة ثم یصلی علی رسول اللہ بعد السلام ویسلم علیہ ویذکر فی ثم یخطو الی جهة العراق احدى عشرة خطوة ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضى باذن اللہ۔ لے

”جو شخص کسی تکلیف میں میرے وسیلے سے امداد کی درخواست کرے، اس کی وہ تکلیف دُور کی جائے گی اور جو کسی مصیبت میں میرا نام پکارے، وہ مصیبت دُور کر دی جائے گی اور جو کسی حاجت میں میرا وسیلہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے، اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔

اور جو شخص دو رکعتیں ادا کرے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ

(م ۹۶۳ھ) پھر حضرت ملا علی قاری اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے روایت کیا اب اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ معاذ اللہ! حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرک کی تعلیم دی ہے تو اس کی مرضی! لیکن جہاں تک روایت کا تعلق ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اسے جھوٹ قرار دینا بھی محض سہینہ زوری ہے۔

امام احمد رضا بریلوی، حضرت علامہ شطنوفی کے بارے میں فرماتے ہیں: "یہ امام ابوالحسن نور الدین علی مصنف بیہتہ الاسرار شریف اعظم علماء ائمہ قزلبات و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں حضور غوث اثنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ امام اجل حضرت ابوصالح نصر قدس سرہ فیض حاصل کیا۔ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نور الدین مرقدہ سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضور پرنور سید السادات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب بیہتہ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قزلبات سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطورہ امام شمس الدین ذہبی کے علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم آشکار اس جناب کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المفسرین میں ان کے مدائح لکھے۔ امام محدث محمد بن محمد بن محمد بن جزی مصنف حصصین اس جناب کے سلسلہ تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب بہت سی بیہتہ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی۔ ۱۰۱

لے علی بن سلطان محمد القاری، علامہ، نزہۃ المناظر الفاخرہ و ترجمہ سنی مالک و فیصل ابی ص ۹  
۲ عبدالحق محدث الدہلوی، شیخ محقق، زبدۃ الاسرار (مطبع مکسنگ کپنی، بمبئی) ص ۱۰۱  
۳ احمد رضا بریلوی، امام، اندالافتادہ (مکتبہ نوریہ رضویہ، گوجرانوالہ) ص ۱۵

مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے، سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجے، پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، میرا نام لے اور اپنی حاجت بیان کرے، اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی اس کے بعد یہ شعر پڑھے:

أَيُّدِ كَفَي ضِيمٍ وَأَنْتَ ذَخِيرَتِي وَأَطْلَمُ فِي الدُّنْيَا وَأَنْتَ نَصِيرِي  
وَعَارِ عَلَي حَامِي الْحَمْدُ هُوَ مَجْدِي إِذَا ضَلَّ فِي الْبَيْدِ اعْقَالَ بَعِيرِي  
• کیا مجھ پر ظلم کیا جائے گا جبکہ آپ میرا ذخیرہ ہیں اور کیا دنیا میں مجھ پر ظلم کیا جائے گا، جبکہ آپ میرے مددگار ہیں۔

• حضور غوث پاک کے پشت پناہ ہوتے ہوئے اگر جنگل میں میرے اُونٹ کی رسی گم ہو جائے تو یہ بات محافظ کے لیے باعث عار ہے۔

غور کیا جائے تو صلوٰۃ غوثیہ میں شرک کا کوئی پہلو نہیں نکلتا، کیونکہ اس سے پہلے گزر چکا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو حکم فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر میرے ویسے سے بارگاہ الہی میں دُعا مانگو۔ انہوں نے دُعا مانگی، تو اُن کی بینائی بحال ہو گئی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے پر ایک صاحب نے دور عثمانی میں یہی عمل کیا، تو اُن کا مقصد پورا ہو گیا، وہی طریقہ اس جگہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاجت برآتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ صلوٰۃ غوثیہ کا طریقہ خود سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے جسے علامہ علی بن یوسف الحنفی الشطنوفی پھر علامہ محمد بن محمد بن علی التازنی الحلبی

علامہ ادرشاہ کشمیری (دیوبندی) کہتے ہیں،

هكذا نقل الشطنوني ووثقه السحدثون -  
 "اُسی طرح شطنونی نے نقل کیا ہے ادرخشین نے ان کی توثیق کی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے مقبول اور محبوب بندوں کو سید بنانے اور ان سے استعانت کا یہ وہ  
 عقیدہ ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے آج تک جمہور امت  
 اور اکثر اسلام کے نزدیک مقبول اور معمول چلا آیا ہے۔ یہی عقیدہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ  
 کا ہے۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں دنیاۓ اسلام کے معلم اور مستند علماء کے اشکالات اور  
 قرآن و حدیث کے حوالے سے اپنے معتقدات کو پیش کیا ہے۔

غالیفین یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ عقیدہ بریلویوں کے خصوصی عقائد میں  
 سے ہے اور اسی آڑ میں وہ اپنے تمام فتوے جاری کر دیتے ہیں۔ استہاپسندی اور  
 فرقہ وارانہ ذہنیت کا یہ عالم ہے کہ شدید زبان استعمال کرنے کے باوجود ان کا  
 دل ٹھنڈا نہیں ہوتا۔

مثلاً کہا جاتا ہے،

بریلویوں کے امتیازی عقائد وہی ہیں جو دین کے نام پر برٹ پرتوں میں مسیحا  
 یہودیوں اور مشرکوں سے مسلمانوں کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔ اگر اسلام اور  
 ملتِ حنیفیہ کے مجددین نے ان عقائد کے خلاف جہاد کیا، ان میں سے کچھ  
 دور جاہلیت میں موجود تھے، ان کے خلاف قرآن اور حاملِ قرآن نے  
 جہاد کیا۔

وہ عقائد کیا تھے؟ غیر اللہ سے استعانت وغیرہ (مخلص)

اب آپ ہی انصاف کریں کہ سلف صالحین کا تسلسل حق پر ہے یا یہ مخصوص فرقہ؟

فیض الباری (مطبوعہ مجازی، قاہرہ) ج ۱، ص ۶۱  
 البریلویہ، ص ۵۵

لہ ادرشاہ کشمیری،  
 لہ احسان الہی طبرہ

رسالہ

# انوار الانتباه

فِي حَلِّ نِدَاءِ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مجدد برحق امام احمد رضا خان

رحمۃ اللہ علیہ

جمعیت اشاعت اہلسنت  
 کراچی



## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید موقد مسلمان ہو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکلمہ یا نداء کرتا اور الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ یا استغفرک الشفاعة یا رسول اللہ کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں ان کا کیا حکم ہے؟ سُبْحَانَ الْکِتَابِ تَوَجَّعًا یَوْمَ الْحِسَابِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَبِکَفِّ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِ الْمُنْتَطَفِ  
وَالِیِّمْ وَاصْحَابِ اُولٰی الصِّدْقِ وَالصَّفَا

## الجواب

کلمات مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا اگر نہیہ جاہل یا ضال متخیل، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو شفاء السقام، امام علامہ نقیۃ البتدین الکواظم تقی الملو والدین ابوالحسن علی سبکی ومواہب لدنیۃ امام احمد قسطلانی شایع صحیح بخاری وشرح مواہب علامہ زرقانی ومطالع المسترات علامہ فاسی ومرتقا شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری ولغات واثقۃ اللغات شرح مشکوٰۃ وجہد القلوب الی دیار المحبوب ومدارج النبوة، تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی وافضل القرۃ

شرح اتم القرۃ امام ابن حجر مکی وغیرہ کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلم کی طرف رجوع لائے یاغیرہ کارسارہ الاخلال فی فیض الاولیاء بعد الوصال مطالعہ کرے یہاں فقیر بقدر ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے۔ حدیث صحیح بذیل بطراز گراں بہا ہے تصحیح جسے امام نسائی وامام ترمذی وابن ماجہ وحاکم وبیہقی وامام الامام ابن خزمیرہ امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن بن علی اور طبرانی نے بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بشرط بخاری وسلم صحیح کہا اور امام عبدالمطلب بن مندزی وغیرہ ائمہ نقد وفتح نشان کی تصحیح کو مسلم ومقرر رکھا جس میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ وَاتَّوَجَّعُ اِلَیْكَ بِسَبِّكَ مُحَمَّدٌ

نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدٌ اِنِّیْ اَتَّوَجَّعُ بِكَ اِلَی رَبِّیْ فِی

حَاجَتِیْ هٰذِهِ لِتَقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْ فِیَّ

”الہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے

نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ! میں

حنور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ

میری حاجت روا ہو، الہی! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔“

۱۹۷	۲۸	ص ۱۹۷	طبع امین کمپنی اردو بازار دہلی	ترجمہ شریعت	۱	ابوعلیٰ ترمذی
۳۳۱	۱۷	ص ۳۳۱	امید التراث العربی	ابن ماجہ شریعت	۲	محمد بن یحییٰ قزوینی
۵۱۹	۱۷	ص ۵۱۹	دار الفکر بیروت	مسندک	۳	امام حاکم
۲۲۶	۲۸	ص ۲۲۶		صحیح ابن خزمیرہ	۴	ابوبکر محمد بن اعین

اہم طرانی کی مجلس میں یوں ہے۔

إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُمَانَ بْنِ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ وَكَانَ عُمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ فَلَقِيَ عُمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَتَكَلَّمَ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ائْتِ الْبَيْضَانَةَ فَتَوَقَّأْ شَاوِثَ الْمَسْجِدِ فَصَلِّ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِبَيْضَانِي الرَّجَّةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي اتَّجَبْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَيَقْضِ حَاجَتِي وَتَذَكِّرْ حَاجَتَكَ وَرُدُّهُ إِلَى حَتَّى أَرَوْهُ مَعَكَ.

فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ ثُمَّ أَتَى بَابَ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَجَلَّوْا الْبُيُوتَ حَتَّى اخْتَدَهُ بَيْدُهُمْ فَادْخَلَهُ عَلَى عُمَانَ بْنِ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَاجْلَسَ مَعَهُ عَلَى الْكُفَيْسَةِ وَقَالَ حَاجَتُكَ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ فَقَضَاهَا ثُمَّ قَالَ مَا ذَكَرْتَ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ وَقَالَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأَتَا شُرَكَاءَ الرَّجُلِ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِمْ فَلَقِيَ عُمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ لَهُ حَزَنَكَ اللَّهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَنِي فَقَالَ عُمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَاللَّهِ مَا كَلَّمْتَنِي وَلَكِنْ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا هُجُلٌ حَسِرٌ نَزَّ شَكَا الْبَرِّ ذَهَابَ بَصَرُهُ فَقَالَ لَهُ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِ الْبَيْضَانَةَ فَتَوَقَّأْ شَاوِثَ الْمَسْجِدِ فَصَلِّ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ

أَعْتَرِي بِهِ ذَوَا الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عُمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَوْلَانِهِ مَا تَفْتَرِي وَأَطَالَ بَيْنَا الْحَدِيثَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا السَّجِلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِنَّ ضَرْقُ قَطْلٍ

یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لئے امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المؤمنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ! الہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یا رسول اللہ! میں حضور کے توکل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت ذکر کر پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔

حاجت مند نے (کہ وہ بھی صحابی یا لا آقل کبار تابعین سے تھے) یوں ہی کیا، پھر آستان خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا، امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ مند پر بٹھالیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، خوار و افرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔

یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ



طے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی، حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا۔

امام طبرانی پھر امام مندی فرماتے ہیں والحديث صحيح، امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن اسحاق و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں:-  
 رَأَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا خَدْرَتَ رَجُلٍ قَبِيلَ لَدَا كُنْزٍ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَصَامَ بِأَمْرٍ حَمْدًا فَانْتَشَرَ  
 یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا کسی نے کہا انہیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت نے باوازیلند کہا یا محمد! توڑا پاؤں کھل گیا۔

امام نووی شایع صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس

سے محمد بن اسماعیل بخاری: کتاب الادب المفرد مطبوعہ مکتبہ ۲۵۰ ص

مع و لفظ البخاری ص ۱۹ خدمت رجل ابن عمر فقال لرجل ذكرنا الحسن اليك فقال يا محمد اه

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے تو اس نے یا محمد! کہا، اچھا ہو گیا، اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل مدینہ میں قدیم سے اس یا محمد! کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں :-

هَذَا امْتَنَاعٌ هَذِهِ اَهْلُ الْمَدِينَةِ

حضرت بلال بن ابکار ثمرنی سے قضا عام الریاضہ میں کہ بعد خلافت فاروقی ۱۸ء میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی کمال کھینچی تو نرزی سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی یا محمد! پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی ذککۃ فی الکلیل سے

امام مجتہد فتیہ اجل عبدالرحمن ہمدانی کوئی سعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلۃ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں، منکر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا محمد یا منصور! اور ظاہر ہے کہ القلم واحد اللسانین

سے امام نووی: کتاب الاذکار مطبع مکتبہ دار التعاون، مکتبہ ۱۳۵ ص

سے شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض دار الفکر بیروت ۲۶ ص ۲۵۵

سے ابن اثیر: تدریج کامل دار الصادق، بیروت ۲۴ ص ۵۵۶

عہ (رجز)، یا محمد! کہنا اہل مدینہ کا معمول تھا۔ عہ تم دونوں میں سے ایک ہے۔

ہشتم بن جلیل الظاہ کی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انہیں امام ابن کی نسبت فرماتے ہیں:  
 رَأَيْتُهُ وَعَلَى رَأْسِهِ قَلَنْسُوَةٌ أَطْوَلُ مِنْ ذِرَاعٍ مَكْتُوبٌ  
 فِيهَا مُحَمَّدٌ يَا مَنْصُورٌ ذَكَرَهُ فِي تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ وَعَبَّرَ بِهِ  
 اَلْإِمَامُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ شَهَابُ دِيْنِ الصَّامِرِيِّ كَمَا فَتَاوَسَ فِيهِ :-

سُئِلَ عَمَّا يَقَعُ مِنَ الْبَرَكَاتِ مِنْ قَوْلِهِمْ عِنْدَ الشَّيْخِ  
 يَا شَيْخَ فُلَانٍ وَهَذَا ذَلِكَ مِنَ الْإِسْتِغَاثَةِ يَا أَتَيْبًا وَالْمُسْلِمِينَ  
 وَالصَّالِحِينَ وَهَلْ لِلْمُسْتَغَاثِ إِعَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ أَمْ لَا جَوَابُهُ  
 بِمَا نَصَّ أَنْ الْإِسْتِغَاثَةَ يَا أَتَيْبًا وَالْمُسْلِمِينَ وَالْأَقْلِيَّةَ  
 وَالْعُلَمَاءَ وَالصَّالِحِينَ حَاشِيَةً وَلِلْأَتَيْبِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْأَقْلِيَّةَ  
 وَالصَّالِحِينَ إِعَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ

یعنی ان سے استفادہ ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین  
 اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا رسول اللہ یا علی یا شیخ عبد القادر جیلانی  
 اور ان کے مثل کلمات کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں اور اولیاء بعد انتقال  
 کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و  
 مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد  
 فرماتے ہیں۔

علامہ غیر الدین دہلوی استاد صاحب درمختار فتاویٰ غیریہ میں فرماتے ہیں :-  
 قَوْلُهُمْ يَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ يَنْدُو فَمَا الْمُجِيبُ

۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد : میزان الاعتدال دار المعرفۃ للطباعة، بیروت ۲۶ ص ۵۷۲

۲۔ ترجمہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ بکری ٹوپی رکھتے تھے جس میں کھانا تھا جس پر ہاتھ بکری  
 عہد شیخ حسن الدودی بھگوانی : مشرق الانوار (المکتبۃ الشریعہ، مصر) ص ۵۹

لِيُحْدِثَ بِهِ

”لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبد القادر یہ ایک نڈار ہے، پھر اس کی  
 حرمت کا سبب کیا ہے؟“

سیدی جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں :-  
 سُنْتُ عَنْهُمْ يَقُولُ فِي حَالِ الشَّدَاثَةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ  
 يَا عَلِيَّ أَوْ يَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ مَثَلًا هَلْ هُوَ جَائِزٌ شَرْعًا  
 أَمْ لَا؟ أَجَبْتُ نَعَمْ الْإِسْتِغَاثَةُ بِالْأَقْلِيَّةِ وَبِذَاؤِ هُمْ وَ  
 التَّوَسُّلُ بِسُحْرٍ أَوْ مَشْرُومٌ وَشَيْءٌ مَسْخُوفٌ لَا يُسْتَكْرَاهُ إِلَّا  
 مُتَكَبِّرًا أَوْ مُعَانِدًا وَقَدْ حُذِرَ بَرَكَةُ الْأَقْلِيَّةِ وَالْكَلَامُ

یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت  
 میں کہتا ہے یا رسول اللہ یا علی یا شیخ عبد القادر مثلاً، آیا یہ شرعاً جائز  
 ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں، اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں  
 پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا  
 انکار نہ کرے گا اگر مہٹ دھرم یا صاحب عناد اور بے شک وہ اولیاء کرام  
 کی برکت سے محروم ہے۔

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیاء عظام کا عظیم الشان  
 واقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنان شام تھے کہ ہمیشہ باوجود خدا  
 میں جہاد کرتے :-

فَاسَّهَ التَّوَدُّمَ مَرَّةً فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ إِنِّي أَجْعَلُ فِيكُمْ

۱۔ علامہ غیر الدین دہلوی : فتاویٰ غیریہ : مخبر عداوت بازار قندھار افغانستان، بیروت ص ۵۷۲

الْمَلِكِ وَأَذِقْكُمْ بَنَاتِي وَتَدْخُلَنَّ فِي النَّصْرَانِيَّةِ فَأَبْذَوْا  
قَالُوا يَا مُحَمَّدَاةَ -

یعنی "ایک بار نصارا سائے روم انہیں قید کر کے لے گئے، بادشاہ نے  
کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرا  
ہو جاؤ، انہوں نے نہ مانا اور نڈار کی یا تمہارے"

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کر کر دو صاحبوں کو اُس میں ڈال دیا، تیسرے  
کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پہنچا کر بچا لیا، وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت  
ملائکہ کے بیداری میں اُن کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی  
میں شریک ہونے کو بھیجا ہے، انہوں نے حال پوچھا، فرمایا :  
مَا كَانَتْ إِلَّا الْغَطْسَةَ الَّتِي رَأَيْتَ حَتَّى خَرَجْنَا فِي  
الْفَيْدَةِ -

"بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا، اس کے بعد ہم جنت  
اُعلیٰ میں تھے"

امام فرماتے ہیں :-

كَانُوا أَشْهُوِينَ بِذَلِكَ مَعْدُودِينَ بِالشَّامِ فِي النَّهْرِ الْأَوَّلِ  
"یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں مشہور تھے اور اُن کا یہ واقعہ معروف  
پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے ازاں بعد یہ بیت ہے :-

سَيُعْطَى الصَّادِقِينَ بِفَضْلِ صِدْقِي  
غِيَاةً فِي الْحَيَوَةِ فِي الْمَمَاتِ

"قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو اُن کے سچ کی برکت  
سے حیات و موت میں نجات بخشنے گا"

یہ واقعہ عجیب نفیس و روح پرور ہے، میں بخیالِ طول اسے مختصر کر گیا، تمام و  
کمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَجْعَلْهُ النَّبِيَّ، یہاں قصہ  
اس قدر ہے کہ مصیبت میں یا رسول اللہ! کہنا اگر شرک ہے تو شرک کی مغفرت و شہادت  
کیسی اور جنت الفردوس میں جگہ پائی، کیا سمئے اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجا کیونکہ  
معقول؛ اور ان ائمہ دین نے یہ روایت کیونکہ مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کتب  
سے سلم رکھی اور وہ مردانِ خداوندی سلعین صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طبرسوس کی آبادی  
سے پہلے کا ہے کما ذکرہ فی الذی وایہ ففہما اور طبرسوس ایک شہر ہے یعنی  
دار الاسلام کی سرحد کا شہر بنیغہ ہون شہر نے آباد کیا کما ذکرہ الإمام السیوطی فی  
تاریخ الخلفاء -

ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام کو ایسی  
نہ تھے لاقول تبع تابعین سے تھے وَاللّٰهُ الْهَادِي -

حضرت پر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں :-  
مَنْ اسْتَغَاثَ بِي فِي كَرْبٍ كُفِّتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادَى بِاسْمِي  
فِي شِدَّةٍ فَرِّجَتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِي إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي  
حَاجَةٍ قَضَيْتُ لَهُ وَمَنْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ  
الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاٰخِلَاصِ اِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يَصِلُ عَلَى  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَسَلِّمُ  
عَلَيْهِ وَيَكْنِي ثُمَّ يَنْطَلِقُ إِلَى جِهَةِ الْعِرَاقِ اِحْدَى عَشْرَةَ خُطْوَةً يَذْكُرُ

فِيهَا لَيْسِي وَمِنْ ذِكْرِ حَاجَتِ فَأَتَيْنَا تَغْفِي بِإِذْنِ اللَّهِ

یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر نثار کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توفیق کرے وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سوۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے، پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عسراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے، اُن میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے، اُس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے۔

اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر رحمہ اللہ و امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی، مولانا علی قادری مکی صاحب مرقاة شرح مشکوٰۃ و مولانا ابوالمعالی محمد سلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ ہجۃ الاسرار و خلاصۃ المخاض و نزہۃ الخاطر و تحفۃ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہ میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔ یہ امام ابو الحسن نور الدین علی مصنف ہجۃ الاسرار شریف، اعظم علماء وائمہ قرأت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں، امام اجل حضرت ابوصالح تھرقدرت سترو سے فیض حاصل کیا، انہوں نے اپنے والد ابوالحسن حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نور اللہ مرقدہ سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضور پر نور سید السادات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں۔ یہ کتاب ہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف مشہور

اسلام امام ابو الحسن نور الدین علی : ہجۃ الاسرار مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ البانی مصر ص ۱۰۲

ہے اور اُس کے مصنف علمائے قرأت سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور ہے۔

امام شمس الدین ذہبی کہ علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم اشکار اُس جناب کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المرقمین میں ان کے مدائح لکھے۔

امام محدث محمد بن محمد بن محمد بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ صحن حصین اُس جناب کے سلسلہ تلامذہ میں ہیں، انہوں نے یہ کتاب بطلب ہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اُس کی سند و اجازت حاصل کی ہے۔

ان سب باتوں کی تفصیل اور اس نماز مبارک کا دلائل شرعیہ اقوال افعال علماء و اولیاء سے ثبوت جلیل فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے رسالہ ”امناہ الاولیاء من صلوة الانسار“ میں ہے فَحَلَّيْتُ بِهَا تَحِيَّاتُهَا فِيهَا مَا يَشْفِي الْعُسُودَ وَ يَكْثِفُ الْغَمَّ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شمرانی قدس سرہ الربانی کتاب بطلب لوائح الانوار نے طبقت الاخيار میں فرماتے ہیں:-

”سیدی محمد عمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جاتے تھے، ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، باواز پکارا یا سیدی محمد یا عمری، ادھر ابن عمر حاکم صغیر کو حکم سلطان حقیق قید کئے لئے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نثار کرنا سنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا

لہ۔ امام جلال الدین سیوطی نے ان جناب کو الامام الاوحد لکھا، یعنی امام کی کتاب ہے بغیر ۱۲ منہ

۱۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق ۲۔ زبدۃ الآثار، قادری، ایکسٹنشن، ۱۳۰۲ھ ص ۲  
تہ ایتنا : ص ۳



فریاد کرے گی، تو جانی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے اور جو کسی دلی کبیر کی دد گاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندامت پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یاسیدی محمد یحییٰ ! کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ اُن بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اُمٹیں، گویا کبھی مرض نہ تھا۔

اسی میں ہے حضرت مدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرض موت میں فرماتے تھے :-  
 "مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَلْيَأْتِ إِلَى قَبْرِى وَيَطْلُبْ  
 حَاجَتَهُ أَقْصَاهَا لَهُ فَإِنَّ مَا بَيْنِى وَبَيْنَكُمْ غَيْرُ ذَرَاِعٍ  
 مِنْ تَرَابٍ وَكُلُّ رَجُلٍ يَحْجِبُ عَنْ أَصْحَابِ ذِرَاعٍ مِثْلَ  
 تَرَابٍ فَلَيْسَ بِرَجُلٍ ۝"

”جیسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے، میں  
دو افرادوں کا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حاصل ہے اور جس  
مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد کا ہے کا؟“

”ولی ممدوح قدس سترہ کی زود بخیر مقدمہ بیماری سے قریب درگ ہوئیں تو وہ یوں  
 نثار کرتی تھیں یا سیدی احمد یا بدوی غافل کہ مجھے اے میرے سرور اے  
 احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے، ایک دن حضرت سیدی احمد کبیرؒ  
 جی نے اے احمد بدوی! میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے

۱۔ عبد الوہاب شمرانی، ام: طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۹۳

۱۰۵ م



فنا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی مقبرہ میں تقرب فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرہ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہنے میں رُو فرما دوں گا۔

اُسی میں ہے :-

”مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرماتے میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف بھیجی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بد وضع نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرو مشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا، یوں نڈار کی پیشین گوئی آئی لاجپٹی! لے میرے باپ کے پیرو مجھے بچائیے۔ یہ نڈار کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔

اسی میں سیدی موسیٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں :-

كَانَ إِذَا نَادَاهُ مُسَيِّدُهُ أَحَبَّابٌ مِنْ مَسِيرَةٍ سَنَةٍ أَوْ أَكْثَرَ

”جب ان کا مربی جہاں کہیں سے انہیں نڈار کرتا، جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد۔“

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اخبار الانبیاء شریف میں ذکر

مبارک حضرت سید اجل شیخ بہاؤ الحق والدین ابراہیم عطاء اللہ الانصاری القادری الشطری احمینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت مدوح کے رسالہ مبارک شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں :-

”ذکر کشف اَرواح یا احمد یا محمد درو و درو طریق ست، یکے یقین آنت یا احمد را در راست گویہ و یا محمد را در چپا گویہ و درو دل ضرب کند یا رسول اللہ طریق دوم آنت کہ یا احمد را در راست گویہ و چپا یا محمد دزل و ہم کند یا مصطفیٰ۔ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع اَرواح شود دیگر اسمائے ملکہ مقرب ہیں تاثیر دارند یا جبرئیل یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل چہار ضربی، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی گویہ یا شیخ یا شیخ ہزار بار گویہ کہ حرف نڈار را از دل بکش طرف راست را بدو لفظ شیخ را در دل ضرب کند۔“

حضرت سیدی نور الدین عبدالرحمن مولانا حامی قدس سرہ السامی لغات اللہ شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العل کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا زوق اللہ روح نے قریب انتقال ارشاد فرمایا :-

”ار فلق من غمناک مشوید کہ نور منصور رحمہ اللہ تعالیٰ بعد از صد و پنجاہ سال بر روح شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ تحملی کردہ مرثیہ اوشد۔“

اور فرمایا :-

”در ہر حالتی کہ ہاشمید مرا یاد کنید تا من شمار ائمہ ہاشم در ہر لباسی کہ ہاشم۔“

اور فرمایا :- ”در عالم باراد و تعلق ست یکے بہ بدن ذیکے بشما و چون بہ عنایت حق سبحانہ

ان دو گہن است در ہر شدتے

یہی شاہ صاحب مدنیہ حمزہ میں لکھتے ہیں کہ

اور خود ہی اس کی تشریح و ترجمہ میں لکھتے ہیں :-

يُنَادِي صَارِعًا مَخْضُوعٌ قَلْبُ  
وَذُلٌّ قَائِمٌ هَالٍ وَالتَّجَامُ  
رَسُولَ اللَّهِ يَا خَيْرَ الْبَرِيَاءِ  
فَأَنْتَ الْخَيْرُ مِنْ كُلِّ الْبَلَاءِ  
إِذَا مَا حَجَلَ خَطْبٌ مَدْلُومٌ  
فَلَيْتَ مَطْلَعِي رُبَّكَ أَوْ تَأْوِلُ

” (فصل ششم) در مخاطبہ جناب عالی علیہ فضل اعلیٰ و اکمل التہیات و التسلیمات نذاکر کنڈ زار و خواہ شدہ بشکستگی دل و اظہار بے قدری خود بخلص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اسے رسول خدا اے بہترین مخلوقات عطا سے خواہم روز فیصل کردن، و قمتے کہ فرود آید کار عظیم و رعایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بر سنے تست رُو آور دن من و بہ تست پناہ کہ گرفتن من و در تست امید داشتن من اے مخلصا سلم

یہی شاہ صاحب اقتباہ فی سلاسل الطیبات اللہ میں قصائے حاجت کے لئے ایک

۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی : الطیف

طه البنا : مطبع عبتاني ص ۳۳

تلفہ لڑنے، انتقام و دھرم پر مشتمل ہے، پہلے حد میں سلاسل طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی کتب میں بیان کی گئی ہیں، دوسرا حصہ مکتبہ سلطانیہ لاہور نے وقفات النبی کے نام سے شائع کیا تھا، مثنوی فقہ و حدیث کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالب یہ قرار اسی تلخیص ضروری میں حاصل رقم زد ہو گیا کہ شرف قادری

ختم کی ترکیب پر نقل کرتے ہیں :-

”اول دو رکعت نفل بعد ازاں بکھدو یا زودہ بار درود و بعد ازاں بکھدو  
یا زودہ بار کلمہ تجید و یک صد و یا زودہ بار شَیْنًا لِلّٰہِ یَا شَیْنًا عِبْدَ الْغَادِرِ  
حَسْبَیْ“

اسی اثر سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاد حضرت مولانا  
طاہر مدنی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و  
استاذ والد مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا  
احمد شادی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد خلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ  
صاحب کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیرومرشد شیخ محمد عید  
لاہوری جنہیں انتباہ میں ”شیخ معمر ثقہ“ کہا اور اعیان مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے  
پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالملک اور ان کے مرشد شیخ بایزیدانی  
اور شیخ شادی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ ربوہی اور ان دونوں صاحبوں کے پیرومرشد  
مولانا وجیہ الدین علوی شایع ہادیہ و شرح و قایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری  
علیہم رحمۃ الملک الباری۔

یہ سب اکابر ناو علی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں  
دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے و لہذا کچھ السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھی ہو فقیر کے  
رسالہ انوار الانوار و حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان الحدیث میں حضرت ارفع واعلیٰ اہم العلماء  
نظام الاولیاء حضرت سیدی احمد ذوق مغربی قدس سرہ استاذ المام شمس الدین لعانی دام شہاب الدین  
قطلائی شایع صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبہ و محققین صوفیہ سے ہیں شریعت و  
حقیقت کے جامع باوصف علوی باطن ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و کجرت بین

اکابر علم و فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر علم و عارف کے شاگرد ہیں یہاں تک کہ لکھا :-  
”بالجود و جلیل القدر سے کہ مرتبہ کمال اُذ فوق الذکر است“

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں :-  
اَنَا لِمُیَدِّیْ جَامِعٌ لِّشَیْءٍ اِذَا مَاسَطَ الْجَعْدُ الزَّمَانَ یَسْکُبُ  
وَ اِنْ کُنْتَ فِیْ ضَیْقٍ ذَکَرْتُ قَوْحَہُ فَنَادَ بِیَا زِدْ دُقْ اِلَیَّ یَسْرَعُ لَہِ  
یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب بتم  
زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں  
ہو تو یوں نہ کہ یا زروق! میں فوراً آمو جو رہوں گا۔

علامہ زیاد پیر پیر احمد لاہوری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ پیر علامہ داؤدی  
عشی شرح منہج پیر علامہ شامی صاحب رد المحتار حاشیہ در مختار گم شدہ چیز طے کے لئے فرماتے ہیں  
کہ بکندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان بمینی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انہیں نہا کرے  
کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان۔ شامی مشہور و معروف کتاب ہے، فقیر نے اس کے حاشیہ  
کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہاشم نمبر پر ذکر کی۔

غرض یہ صحابہ کرام سے اس وقت تک کے اس قدر اثر و اولیاء و علماء ہیں جن کے  
اقوال فقیر نے ایک ساعت قلیلہ میں جمع کئے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف منہ پر چھپا  
کہ عثمان بن حنیف و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لیکر  
شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے استاذ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک  
کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ نہایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب



نبیلے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین و اعزاء و اقارب سب پر عرض اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ سلطنت المصطفیٰ فی حکومت کل الامم میں وہ سب حدیثیں جمع کیں یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام ابو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سعید بن اسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَفَّعَهُ عَلَى السَّيِّئِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ  
أُمَّتِهِ عُدَّةً وَتَحِيَّةً فَتَحِيَّةً لِيَسْمِعُوا بِمَا هُوَ مَا هُوَ لِيَوْمِهِ

یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمال امت ہر صبح دشلم پیش نہ کئے جلتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں کو پہچانا ان کی ملاقات ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے، اہل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آہ و محبوبہ شرف کرم، فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ و توفیق اللہ عز و جل اس مسئلے میں ایک کتاب مسموٰۃ لکھ سکتا ہے مگر منبغ کے لئے اسی قدر انی اور ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

لَا كُنَّا شَرَّ الْمَخْلُوقِينَ يَا كَافِي وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا وَوَسَّلْنَا مُحَسِّنِينَ  
السَّالِفِينَ وَالْبَاقِينَ وَتَحِيَّةٌ حَمْدُ الدِّينِ الصَّالِحِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

کتبہ المذنب احمد رضا البریلوی  
علیٰ عبد المجہد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی شمس حقانی قادری  
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان